مجلس انصار اللہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی مجلہ

انصار الدین

جلد ۱۸ نمبر ۱

جنوری، فروری ۲۰۲۱ء   صلح و تبلیغ ۱۴۰۰ ہجری شمسی   جمادی الاول جمادی الثانی ۱۴۴۲ ہجری قمری

رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَ
مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ٭ۖ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلۡ دُعَآءِ ﴿۴۱﴾

اے میرے ربّ! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی۔ اے ہمارے ربّ! اور میری دعا قبول کر۔

(ابراھیم ۱۴:۴۱)

مجلس انصاراللہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی مجلّہ

جنوری و فروری 2021ء

انصارالدین

جلد 18 نمبر 1

انصاراللہ کا عہد

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ
وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کی حفاظت کے لئے انشاءاللہ تعالیٰ آخر دم تک جدو جہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ (انشاءاللہ)

فہرست مضامین

درس القرآن الکریم 2
حدیث النبی ﷺ 3
ارشادات سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام 4
فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 5
اداریہ: ماہ فروری اور ایک عظیم المرتبت وجود کو خراج تحسین 6
حضرت مصلح موعودؓ کی پاکیزہ سیرت کے چند پہلو 7
(رحیق المختوم)
تذکرۂ مہدی۔ روایاتِ محمود کی روشنی میں 11
(حبیب الرحمٰن زیروی)
حضرت مصلح موعودؓ کی چند خوبصورت یادیں 16
(حضرت سیّدہ چھوٹی آپا کی یادوں سے انتخاب)
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انداز تربیت 17
(صاحبزادہ مرزا غلام احمد)
اصحاب احمد کا تعلق باللہ (قسط دوم) 22
(محمود احمد ملک)

تمام انصار اپنا جائزہ لیں کہ کیا آپ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے تحت جماعت احمدیہ کی ترقیات اور احمدیوں کی حفاظت کے لئے روزانہ دو نفل ادا کر رہے ہیں اور ہفتہ وار نفلی روزہ کا اہتمام کر رہے ہیں؟

صدر مجلس: ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمٰن
قائد اشاعت: نعیم گلزار
مدیر: محمود احمد ملک
نائبین: صفدر حسین عباسی، میر انجم پرویز
ڈیزائننگ: عامر ملک

Ansaruddin
33 Gressenhall Road,
SW18 5QH London
United Kingdom
E: ansaruddin@ansarullahuk.org

درس القرآن

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَیۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً ۔ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ (آل عمران:9)

اے ہمارے ربّ ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہے اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تُو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفت وَہّاب کا واسطہ دے کر اپنے دین کی مضبوطی کی دعا مانگی گئی ہے۔

ایک تو یہ کہ زمانے کے امام کو ماننے کی جو ہمیں توفیق دی آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کی تصدیق کرنے کی اے اللہ جو تُو نے ہمیں توفیق دی۔ اے اللہ تو نے اپنے پیاروں کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی اُمّت میں آخرین میں جو آنحضرت ﷺ کا غلام صادق مبعوث فرما کر ہمیں اپنے فضل اور رحم سے اس کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور پھر آنحضرت ﷺ جو اے اللہ! تیرے سب سے پیارے بندے ہیں ان کی پیشگوئی جو یقیناً آپ ﷺ نے تجھ سے اطلاع پا کر کی تھی کہ مسیح موعود کے بعد خلافت کا نظام جاری ہوگا جو دائمی نظام ہے، جس سے جڑے رہنے سے وہ برکات حاصل ہونی ہیں جو اِس مسیح و مہدی کی جماعت سے وابستہ ہیں، اے اللہ! تُو نے ہم پر رحم فرماتے ہوئے اس نظام سے بھی منسلک کر دیا۔ اب ہماری کوتاہیوں، ہماری لغزشوں، ہماری غلطیوں کی وجہ سے ان تمام انعامات سے جو تُو نے ہم پر کئے محروم نہ کرنا۔ انسان غلطیوں کا پتلا ہے، اس سے غلطیاں اور کوتاہیاں ہوتی ہیں۔ ہم تیرے آگے جھکتے ہوئے، تیرے سے یہ التجا کرتے ہیں کہ کبھی اس وجہ سے یا کسی تکبر، غرور اور نخوت کی وجہ سے یا کسی بھی صورت میں ہماری شامت اعمال کی وجہ سے ہمیں کبھی وہ دن دیکھنے نصیب نہ ہوں جو ہمارے دلوں کو ٹیڑھا کر دیں، یا ہمارے اندر اتنی کجی پیدا ہو جائے جو ہمارے ان اعمال کی وجہ سے جو تیری نظر میں ناپسندیدہ ہیں، ہمیں تیری رحمت سے محروم کر دیں۔ پس ہمیں ہمیشہ ایسے بُرے اور بدنصیب وقت سے بچا۔

اور پھر اس جامع دعا میں صرف اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے محروم نہ رہنے کی دعا ہی نہیں سکھائی بلکہ یہ دعا ایک مومن بندے کو سکھائی کہ اس ہدایت پر ہم صرف قائم ہی نہ رہیں بلکہ یہ دعا کریں کہ اپنی طرف سے رحمت عطا کر، اپنی اس رحمت کی چادر میں لپیٹ لے جو ہمیشہ ہر شر سے محفوظ رکھے اور ہمارے ایمان میں اضافہ کرتی رہے۔ ہم ایمان میں ترقی کرتے رہیں، ہم ایقان میں ترقی کرتے رہیں، ہم تقویٰ میں ترقی کرتے رہیں، ہمارا ہر آنے والا دن ہمیں ایمان اور تقویٰ میں گزشتہ دن سے آگے بڑھانے والا ہو۔

پس یہ خوبصورت دعا ہمیشہ ہر احمدی کا روزمرّہ کا معمول ہونا چاہیے اور اگر حقیقی رنگ میں یہ ہمارا معمول ہوگی تو ہم اپنی کمزوریوں پر نظر رکھنے میں بھی شعوری کوشش کرنے والے ہوں گے۔ اپنی عبادتوں کی طرف بھی دیکھنے والے ہوں گے۔ اپنی عبادتوں اور نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہوں گے اور نتیجۃً نمازیں بھی ہماری حفاظت کر رہی ہوں گی۔ ایسے اعمال بجالانے کی کوشش کرنے والے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں پسندیدہ اعمال ہیں کیونکہ یہی اعمال ایمان میں اضافے کا باعث بنتے ہیں، ہدایت پر قائم رکھنے والے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَهۡدِیۡهِمۡ رَبُّهُمۡ بِاِیۡمَانِهِمۡ (سورة یونس آیت نمبر10)

یعنی یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اور مناسب حال عمل کئے انہیں ان کا ربّ ان کے ایمان کی وجہ سے ہدایت دے گا۔

پس جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ایمان کے ساتھ نیک اعمال ہدایت کا راستہ دکھانے کا باعث بنتے ہیں تو ایک مومن جب رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا کی دعا پڑھے گا تو اس کی برکات سے فیض پانے کے لئے، اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم رہنے کے لئے، ہر کجی اور ٹیڑھے پن سے بچنے کے لئے، دعا کے ساتھ اپنے عمل بھی اسی طرح ڈھالنے کی کوشش کرے گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ اپنے ایمان کو بچانے کے لئے جو دعائیں ہم کرتے ہیں، تبھی قبولیت کا درجہ پائیں گی جب اس کے لئے ہم اپنی عبادتوں میں بھی تسلسل رکھیں گے اور اعمال صالحہ بجالانے کی بھی کوشش کریں گے۔ نظام جماعت سے مضبوط تعلق پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ چھوٹی چھوٹی دنیاوی باتوں کو اپنے ایمان پر ترجیح نہیں دیں گے۔

پس اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی کہ ایک تو کبھی ایسا موقع ہی پیدا نہ ہو کہ ہمارے دل میں کبھی نظام جماعت کے خلاف مَیل آئے۔ ہمارے اعمال ہی ایسے ہوں جو اللہ تعالیٰ کی منشاء اور حکموں کے مطابق ہوں اور نظام کو ہمارے سے کبھی شکایت پیدا نہ ہو۔ اور اگر کبھی کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے جو ہماری کسی بشری کمزوری کی وجہ سے کسی امتحان میں ڈال دے تو کبھی ایسا نتیجہ نہ نکلے جس سے ہمارے ایمان کو ٹھوکر لگے اور نظام جماعت یا نظام خلافت کے بارے میں کبھی بدظنیاں پیدا ہوں اور یہ سب کچھ نہیں ہوسکتا جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت نہ ہو۔

(ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ 21 رنومبر 2008ء)

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: قرآن کریم کو بار بار دہراؤ کیونکہ یہ بندوں کے سینوں سے اس سے بھی جلدی نکل جاتا ہے جیسے جانور اپنی رسی سے۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر :3816)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی قرآن کریم پڑھ کر بھلا دیتا ہے تو وہ قیامت کے دن اللہ عزوجل کے حضور اس حالت میں حاضر ہوگا کہ اس کی صورت بگڑی ہوئی ہوگی۔

(سنن ابی داؤد کتاب الوتر، باب التشدید، فیمن حفظ القرآن حدیث نمبر1260)

آپؐ رات کو تیسرے پہر تہجدّ کے لئے بیدار ہوتے تو اُٹھتے ہی سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت فرماتے۔ان آیات کا مضمون خالق کائنات کی تخلیق ارض وسماء اور اس میں موجود نشانات پر غور وفکر سے تعلق رکھتا ہے۔جس کے بعد انسان کے دل میں بے اختیار اللہ تعالیٰ کی عبادت کا شوق اور جوش اور ولولہ بیدار ہوتا ہے۔

(بخاری کتاب الوضوء باب قراءۃ القرآن بعد الحدث)

اسی طرح رات کو بستر پر جاتے ہوئے بھی قرآن کے مختلف حصوں کی تلاوت رسول کریمؐ سے ثابت ہے۔حضرت عائشہؓ کی ایک روایت کے مطابق نبی کریمؐ آخری تین سورتوں کی تلاوت کر کے ہاتھوں میں پھونکتے اور اپنے جسم پر پھیر کر سو جاتے۔

(بخاری کتاب الدعوات باب التعوذ و القراءۃ عندالمنام)

حضرت جابرؓ کے بیان کے مطابق سونے سے قبل آنحضرتؐ سورۃ السجدہ اور سورۃ ملک کی تلاوت کرتے تھے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فیمن یقرء القرآن عندالمنام--:3404)

حضرت عائشہؓ کی دوسری روایت یہ ہے کہ سونے سے قبل رسول اللہؐ سورۃ زمر اور بنی اسرائیل کی بھی تلاوت کرتے تھے۔

(مسند احمد جلد 6 ص 68)

حضرت عرباضؓ بن ساریہ کی روایت کے مطابق رسول کریمؐ بستر پر جاتے ہوئے وہ سورتیں جو اللہ کی تسبیح کے ذکر سے شروع ہوتی ہیں۔(یعنی الحدید، الحشر، الصف، الجمعہ، التغابن اور الاعلیٰ) پڑھتے تھے اور فرماتے تھے ان میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔

(مسند احمد جلد4ص128)

حضرت خبابؓ کا بیان ہے کہ رسول کریمؐ بستر پر جانے سے قبل سورۃ کافرون سے لے کر آخر تک تمام سورتیں پڑھ کر سوتے تھے۔

(مجمع الزوائد ھیثمی جلد10ص121)

حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ کہتے ہیں کہ ایک رات مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کو عبادت کرنے کی توفیق ملی۔آپؐ نے پہلے سورۃ بقرہ پڑھی۔آپؐ کسی رحمت کی آیت سے نہیں گزرتے تھے مگر وہاں رک کر دعا کرتے اور کسی عذاب کی آیت سے نہیں گزرے مگر رک کر پناہ مانگی۔پھر نماز میں قیام کے برابر آپؐ نے رکوع فرمایا۔جس میں تسبیح وتحمید کرتے رہے۔پھر اسی قیام کے برابر سجدہ کیا۔سجدہ میں بھی یہی تسبیح اور دعا پڑھتے رہے۔پھر کھڑے ہو کر آل عمران کی تلاوت کی۔پھر اس کے بعد ہر رکعت میں ایک ایک سورت پڑھتے رہے۔

(ابو داؤد کتاب الصلوۃ۔باب فی الدعاء مایقول الرجل فی رکوعہ و سجودہ)

رمضان المبارک نزول قرآن کا مہینہ ہے۔اس میں قرآن شریف کی تلاوت کا شغف اپنے عروج پر ہوتا تھا۔حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نیکیوں میں سب لوگوں سے سبقت لے جانے والے تھے اور سب سے زیادہ آپ کی یہ شان رمضان میں دیکھی جاتی تھی۔جب جبریلؑ آپؐ سے ملاقات کرتے تھے اور یہ ملاقات رمضان کی ہر رات کو ہوتی تھی۔جس میں وہ رسول کریمؐ سے قرآن کریم کا دور کرتے تھے یعنی آپؐ سے قرآن سنتے بھی تھے اور آپؐ کو سناتے بھی تھے۔اس زمانے میں رسول اللہؐ کی نیکیوں کا عجب عالم ہوتا تھا۔آپؐ تیز آندھی سے بھی بڑھ کر سخاوت فرماتے تھے۔

(بخاری کتاب الصوم)

امام الکلام ۔ کلام الامام علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''بِالْھَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ اِعْلَامِہٖ عَزَّ وَ جَلّ خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جَلَّ شَانُہٗ وَعَزَّ اِسْمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْھَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْھَرُ الْحَقِّ وَ الْعُلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔... 'اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل واحسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔''

(اشتہار 20 فروری 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 100-103 مطبوعہ لندن)

''یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اَولیٰ و اکمل و افضل واتم ہے۔ کیونکہ مُردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دُعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جاوے...۔ اس جگہ بفضلہ تعالیٰ واحسانہ وببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دُعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتٰی کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔''

(اشتہار 22 مارچ 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 114-115۔ مطبوعہ لندن)

''صریح دلی انصاف ہر یک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخصّ آدمی کے تولّد پر مشتمل ہے، انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دُعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بیشک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے، نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے۔''

(اشتہار 8 اپریل 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 117۔ مطبوعہ لندن)

فرمودات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت مصلح موعودؓ کے علمی کارنامے اور ہماری ذمہ داریاں

’’آپؓ کے علمی کارنامے ایسے ہیں جو دنیا کو نیا انداز دینے والے ہیں جس کا دنیا نے اقرار کیا۔۔۔۔معاشی، اقتصادی، سیاسی، دینی، روحانی سب پہلوؤں پر آپ نے جب بھی قلم اٹھایا ہے یا تقریر کے لئے کھڑے ہوئے ہیں، یا مشوروں سے امتِ مسلمہ یا دنیا کی رہنمائی فرمائی تو کوئی بھی آپ کے تبحرِ علمی اور فراست اور ذہانت اور روحانیت سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔آپ مصلح موعودؓ تھے، دنیا کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا تھا، جس میں روحانی، اخلاقی اور ہر طرح کی اصلاح شامل تھی۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آپ کا باون سالہ دورِ خلافت تھا اور آپ نے خطباتِ جمعہ کے علاوہ بے شمار کتب بھی تحریر فرمائی ہیں۔تقاریر بھی فرمائیں، جن کو جب تحریر میں لایا گیا یا لایا جا رہا ہے تو ایک عظیم علمی اور روحانی خزانہ بن گیا ہے اور بن رہا ہے۔فضلِ عمر فاؤنڈیشن جو آپ کی وفات کے بعد قائم کی گئی تھی، خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے قائم فرمائی تھی۔وہ آپ کا سب مواد جو ہے کتب کی صورت میں شائع کر رہی ہے اور آج تک اس پر کام ہو رہا ہے۔......

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام زبانوں کو چند زبانوں میں جمع کر کے ہمارے لئے کام آسان کر دیا ہے۔بے شمار زبانیں ہیں لیکن چند مشہور زبانوں نے تقریباً دنیا پر قبضہ کر لیا ہے۔آپ کی مراد تھی کہ اردو عربی کے علاوہ انگلش، جرمن اور فرنچ زبانیں جو ہیں وہ مختلف علاقوں میں تقریباً دنیا میں اکثر بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔تو اگر ان میں ترجمہ ہو جائے تو تو ے فیصد آبادی تک ہمارا پیغام پہنچ سکتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی بعض کتب کا ترجمہ ہو چکا ہے، لیکن ابھی بہت سی کتب ایسی ہیں جن کا دنیا کی علمی، روحانی پیاس بجھانے کے لئے دنیا تک پہنچنا ضروری ہے۔......حضرت مصلح موعود کی ان کتابوں کے ترجمے نہ ہونے کی وجہ سے، بعض لوگوں نے سرقہ بھی کر لیا۔آپ کی کتب لے کے نقل کر لیں۔اپنے نام سے ترجمہ کر کے شائع کر دیں۔چنانچہ ابھی مجھے عربی ڈیسک کے ہمارے ایک مربی صاحب نے بتایا کہ منہاج الطالبین جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک ایسی کتاب ہے جو اخلاقیات اور تربیت پر ایک معرکۃ الآراء کتاب ہے، اس سے مواد لے کر ایک صاحب نے اس کو عربی میں اپنی کاوش کے نام سے شائع کر دیا جن کو اردو بھی آتی تھی۔جبکہ اس کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ’’مَیں نے اس مضمون پر غور کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا جدید مضمون میری سمجھ میں آیا ہے جس نے اخلاق کے مسئلے کی کایا پلٹ دی ہے‘‘۔

(منہاج الطالبین انوار العلوم جلد 9 صفحہ 179 مطبوعہ ربوہ)

پس آپ کے کام کو دیکھ کر حضرت مصلح موعودؓ کی پیشگوئی کی شوکت اور روشن تر ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا اصل میں تو یہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی ہے جس سے ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اعلیٰ اور دائمی مرتبے کی شان ظاہر ہوتی ہے۔لیکن ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا تعلق صرف ایک شخص کے پیدا ہونے اور کام کر جانے کے ساتھ نہیں ہے۔اس پیشگوئی کی حقیقت تو تب روشن تر ہو گی جب ہم میں بھی اُس کام کو آگے بڑھانے والے پیدا ہوں گے جس کام کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے اور جس کی تائید اور نصرت کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مصلح موعود عطا فرمایا تھا جس نے دنیا میں تبلیغِ اسلام اور اصلاح کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں لگا دیں۔

پس آج ہمارا بھی کام ہے کہ اپنے اپنے دائرے میں مصلح بننے کی کوشش کریں۔اپنے علم سے، اپنے قول سے، اپنے عمل سے اسلام کے خوبصورت پیغام کو ہر طرف پھیلا دیں۔اصلاحِ نفس کی طرف بھی توجہ دیں۔اصلاحِ اولاد کی طرف بھی توجہ دیں اور اصلاحِ معاشرہ کی طرف بھی توجہ دیں۔اور اس اصلاح اور پیغام کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے بھرپور کوشش کریں جس کا منبع اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بنایا تھا۔پس اگر ہم اس سوچ کے ساتھ اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں گے تو یومِ مصلح موعود کا حق ادا کرنے والے ہوں گے، ورنہ تو ہماری صرف کھوکھلی تقریریں ہوں گی۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 رفروری 2011ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم کام کرنے والے ہوں صرف جلسہ مصلح موعود منانے والے ہی نہ ہوں۔اسلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے والے ہوں اور صرف اسی بات پر خوش نہ ہو جائیں کہ ہم جلسے منا رہے ہیں۔حقیقی طور پر ہم اس مشن کو آگے بڑھانے والے ہوں، اس کام کو آگے بڑھانے والے ہوں جس کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا اور جس کے لیے آپ نے بیشمار پیشگوئیاں بھی فرمائیں اور مصلح موعود کی پیشگوئی بھی ان میں سے ایک پیشگوئی ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21 رفروری 2020ء)

اداریہ

ماہ فروری......ایک عظیم المرتبت وجود کی یاد کا مہینہ

جماعت احمدیہ میں یہ روایت جاری ہے کہ فروری کے مہینے میں ایک ایسے بابرکت وجود کو خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے جس کے بارے میں خبریں صحفِ سابقہ میں ہزاروں سال سے محفوظ چلی آتی ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس وجود باسعود سے متعلق اصدق الصادقین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ میں بھی پیش خبریاں سینکڑوں سال سے محفوظ ہیں۔ اور پھر گزشتہ ڈیڑھ ہزار سال کے دوران میں آنے والے اولیائے اُمّت بھی ان خوشخبریوں کی تصدیق کرتے چلے آئے ہیں۔ اور پھر یہ بھی کہ اُس عظیم المرتبت وجود، امام الزّمان سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند دلبند اور گرامی ارجمند کے وہ فضائل حسنہ جو پیشگوئی مصلح موعود میں بیان کیے گئے ہیں اُن سے ایک ایسے مطہّر وجود کی تصویر سامنے آتی ہے جو اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی ایسے روحانی مراتب عالیہ پر فائز ہوگا کہ گویا مَظْھَرُالْحَقِّ وَالْعُلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ کا نمونہ ہوگا اور آسمانی تائیدات اُس کی ذات اقدس میں اپنی بھرپور شان کے ساتھ جلوہ گر نظر آئیں گی اور ایک عالَم کو گواہ ٹھہرائیں گی۔

اگرچہ سیّدنا مصلح موعودؓ کی سیرتِ مطہرہ اور پاکیزہ افکار و واقعات کے حوالے سے درجنوں کتب اور سینکڑوں مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ تاہم اس امر میں کوئی شک نہیں کہ 'مصلح موعود' جیسے عظیم الشان منصب پر فائز ہونے والی ذی جاہ شخصیت کے بارے میں لب کشائی کرنے، اُس کے عالیشان مناقب اور فضائل حسنہ پر کچھ رقم کرنے سے ایک ماہرِ گفتار اور پختہ قلمکار بھی خود کو زبان و بیان میں عاجز، قلّتِ الفاظ سے دوچار اور اظہار میں بے بس پائے گا۔

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی کا ایک نہایت خوبصورت باب اللہ تعالیٰ پر ایمان اور کامل توکّل کا اظہار تھا۔ اللہ تعالیٰ پر حضرت مصلح موعودؓ کو جو ایمان تھا، اس کی ابتدا بیان کرتے ہوئے آپؓ خود فرماتے ہیں کہ "1900ء میں جب مَیں گیارہ سال کا ہوا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مَیں خدا تعالیٰ پر ایمان کیوں لاتا ہوں؟ مَیں دیر تک اس مسئلہ پر سوچتا رہا۔ آخر میرے دل نے فیصلہ کیا کہ ہاں ایک خدا ہے۔ وہ گھڑی میرے لئے کیسی خوشی کی گھڑی تھی جس طرح ایک بچے کو اُس کی ماں مل جائے اسی طرح مجھے خوشی تھی کہ میرا پیدا کرنے والا مجھے مل گیا۔ سماعی ایمان علمی ایمان سے تبدیل ہو گیا۔ مَیں نے اُس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ایک عرصہ تک کرتا رہا کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق کبھی شک پیدا نہ ہو۔ اُس وقت مَیں بچہ تھا اب مَیں اس قدر زیادتی کرتا ہوں کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق حق الیقین پیدا ہو۔"

تاریخ خلافتِ ثانیہ شاہد ہے کہ آپؓ کسی بڑے سے بڑے ابتلاء پر نہیں گھبرائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو الہاماً بتادیا کہ آپؓ ہی مصلح موعود ہیں تو آپؓ نے فرمایا: "خدا نے مجھے اس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے کہ مَیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔ دنیا زور لگالے، وہ اپنی طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کر لے، عیسائی بادشاہ بھی اور اُن کی حکومتیں بھی مل جائیں، یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے، پھر بھی مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے اُن کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیا میٹ کر دے گا۔" (گلہائے محبت صفحہ 21-23)

پس سیّدنا مصلح موعودؓ کی ذات گرامی جسے خدا تعالیٰ نے زکی غلام فرماتے ہوئے اپنا قرب خاص عطا کرنے کی بشارت دی تھی، واقعتاً زندگی بھر اپنے پیارے ربّ پر توکّل کا ایسا نمونہ تھی جس نے دیکھنے والوں کے دلوں کو بھی ایمان اور ثباتِ قدم میں روز افزوں بنائے رکھا۔ ہزاروں افراد اُن خوش قسمت افراد میں شامل ہیں جنھوں نے سراپا متوکّل اور کامل الایمان وجود کے حُسن و احسان کے پُرکیف نظارے شب و روز ملاحظہ کئے اور پھر ہماری تقویّتِ ایمان کے لئے اپنی زبان و قلم سے اُن کا اظہار بھی فرمادیا۔ ایسی تحریروں میں سے انتخاب اس شمارے کی زینت ہے۔

مزید یہ کہ سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے مذکورہ بالا الفاظ میں اپنے آنے کا مقصد بیان کرتے ہوئے، دعوت الی اللہ کی اُس جوت کا بھی اظہار فرمایا ہے جو خدا تعالیٰ نے آپؓ کے دل میں لگائی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اپنے زمانے میں انسانی نفسیات کا بہترین ادراک رکھنے والے اس بابرکت وجود نے غلامانِ مسیح میں عشق و ولولہ کی اس تپش کو منتقل کرنے کے لئے بے شمار عملی اقدامات فرمائے جن میں خلافت احمدیہ کے نظام کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنا اور ذیلی تنظیموں کا قیام بھی تھا۔ پس مجلس انصاراللہ کے اراکین ہوتے ہوئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ہمیشہ اپنے اُس عہد کو پیش نظر رکھیں جو ہم اپنے اجلاسات میں کھڑے ہو کر دہراتے ہیں یعنی خلافتِ عظمیٰ کی حفاظت اور اطاعت میں ہمیشہ سرِ تسلیم خم رکھیں۔ مجلس انصاراللہ کے بانی کے احسانات کو یاد رکھنے اور آپؓ کو خراج عقیدت پیش کرنے کا یہی بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(محمود احمد ملک)

حضرت مصلح موعودؓ کی پاکیزہ سیرت کے چند پہلو

(رحیق المختوم)

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کی حیاتِ مبارک قوسِ قزاح کی طرح مختلف رنگ اپنے اندر سموئے ہوئے تھی اور ہر رنگ اپنے اندر ایک کائنات لئے ہوئے تھا۔ آپ اُن ابنائے آدم میں سے تھے جو سالوں نہیں صدیوں میں ایک بار پیدا ہوتے ہیں اور آنے والی ہرنسل کے لئے روشنی کا سامان مہیا کر دیتے ہیں۔

آپؓ 25 سال کی عمر میں خلیفۃ المسیح منتخب ہوئے اور پھر 52 سال تک اِس عظیم ذمہ داری کو سرانجام دے کر 77 سال کی عمر میں اپنے مولا کے حضور حاضر ہوئے۔ اس دوران ہزاروں خطبات اور خطابات کے ذریعے آپ کے افکار و خیالات کا اظہار ہوا۔ بعض دفعہ اتنے آسان اور سادہ خطبات ہوتے کہ یوں لگتا جیسے بچوں کو سمجھا رہے ہیں اور بعض دفعہ ایسے فصیح و بلیغ خطابات جن کو پڑھنے والا حیران رہ جاتا ہے کہ آپؓ کے سامعین کس درجہ کمال کے لوگ تھے جن کو ایسے سمجھایا اور بتایا جا رہا ہے۔ مگر حضرت مصلح موعودؓ کے عرفان کا اندازہ آپؓ کی کتب بینی کے بغیر آج کے دَور میں ممکن ہی نہیں۔ ایسے ایسے جواہر پارے، ایسا ایسا باکمال نقطہ اور علم کا بے کراں سمندر ہے کہ ان کا مطالعہ کرنے والے کی روح اور قلوب خشک رہ ہی نہیں سکتے۔ آپ کی ذات بابرکات کے چند پہلو پیش خدمت ہیں تا اندازہ ہو کہ کس قدر پُرشوکت انسان کا نام مصلح موعود تھا۔

حُلیہ مبارک

آپؓ میانہ قد، ہلکے پھلکے جسم اور متناسب الاعضاء جسم کے مالک تھے۔ آخری عمر میں آپؓ کا جسم قدرے بھاری ہو گیا تھا مگر اُس میں بھی آپ مردانہ شان کا حسین نمونہ تھے، کوئی موٹاپا نہیں تھا۔ آپ کی غلافی آنکھیں اور دیکھنے کا انداز نیم وا تھا۔ بہت کم کسی طرف بھرپور نگاہ سے دیکھتے۔ چہرے پہ داڑھی جو نہ بہت لمبی اور نہ بہت چھوٹی اور نہ ہی بہت زیادہ گھنی تھی۔ ہاتھ مضبوط اور چال متانت والی۔ ہلکے قدم سے نہ چلتے بلکہ ایک شان سے قدم اُٹھاتے جس میں وقار ہوتا۔ نہ بہت دھیما چلتے اور نہ بہت تیز۔

آپؓ ایک خشک اور تارک الدنیا زاہد کی مانند نہ تھے بلکہ نہایت لطیف حس مزاح کے مالک تھے۔ موقع محل کے مطابق دورانِ گفتگو کوئی لطیفہ یا چٹکلا سنا کر احباب کو تازہ دم کر دیتے مگر آپ کا مذاق بھی اپنے اندر تربیت کا سامان لئے ہوتا۔ عموماً دھیمی آواز میں گفتگو فرماتے۔ لباس سفید رنگ کا پسند کرتے۔ سادگی پسند تھے۔ لمبا کوٹ اور گرگابی کا استعمال فرماتے۔ اوائل عمری میں ترکی ٹوپی بھی پہنتے مگر پھر اس کو ترک کر کے پگڑی کا استعمال شروع کر دیا اور آخری دم تک پگڑی پہنتے رہے۔ گھر سے نکلتے وقت سنت کے مطابق چھڑی پکڑ لیتے۔

عشقِ رسولؐ

آپؓ کی تحریر و تقریر، روزمرّہ بول چال، لین دین اور دیگر معاملات میں آنحضرت ﷺ کا شدید عشق جھلکتا تھا۔ آپ اپنے عشقِ رسول ﷺ کا اظہار یوں کرتے ہیں: ''میری ساری خوشی اِسی میں ہے کہ میری خاک محمد رسول اللہ ﷺ کی کھیتی میں کھاد کے طور پر کام آ جائے اور اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے اور میرا خاتمہ رسولِ کریم ﷺ کے دین کے قیام کی کوشش پر ہو۔'' (الموعود صفحہ ۲۸)

آپؓ نے اپنی ساری زندگی رسولِ عربی ﷺ کے نام و مقام کو دنیا میں بلند کرنے میں گزار دی۔ ہر اہم موقع پر اپنے آقا کو یاد کیا اور کوشش کی کہ احمدی ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے مقاصد عالیہ کو یاد رکھیں۔ ایک عید کے موقع پر آپؓ نے فرمایا:

''اس دن خدا تعالیٰ نے ہمیں خوش ہونے کا حکم دیا ہے اور ہم خوشی منانے پر مجبور ہوتے ہیں لیکن پھر بھی ہمارے دِلوں کو چاہیے کہ روتے رہیں کہ ابھی محمد رسول اللہ ﷺ اور اسلام کی عید نہیں آئی۔ محمد رسول اللہ ﷺ اور اسلام کی عید سویاں کھانے سے نہیں آتی، نہ شیر خرما کھانے سے آتی ہے بلکہ ان کی عید قرآن اور اسلام کے پھیلنے سے آتی ہے۔ اگر قرآن اور اسلام پھیل جائیں تو ہماری عید میں محمد رسول اللہ ﷺ بھی شامل ہو جائیں گے۔...... پس کوشش یہی کرو کہ اسلام کی اشاعت ہو، قرآن کی اشاعت ہو، تا ہماری عید میں محمد رسول اللہ ﷺ بھی شامل ہوں۔ اگر آج کی عید محمد رسول اللہ کی بھی عید ہے تو پھر سارے مسلمانوں کی عید ہے۔ لیکن اگر آج کی عید میں محمد رسول اللہ ﷺ شامل نہیں تو پھر آج سارے مسلمانوں کے لیے عید نہیں بلکہ ان کے لئے ماتم کا دن ہے۔'' (خطبات محمود جلد اول صفحہ ۳۴۹)

آپؓ حرمت رسول ﷺ کے لئے ایک بغیر میان کے تلوار تھے۔ آپؓ اپنی اور اپنے خاندان کی ہتک برداشت کر لیتے مگر جونہی کوئی مخالف رسول اللہ پر حملہ کرنے کی جسارت کرتا تو آپ ایک شیر کی مانند اُس پر جھپٹتے اور مدلّل جواب سے مخالف کا منہ بند کر دیتے۔ ''5 جولائی 1918ء کو حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ایک نوجوان تعلیم یافتہ اور آزاد خیال عیسائی صاحب تشریف لائے...... ایک موقعہ پر سلسلہ گفتگو میں صاحب موصوف نے ایک ایسا شبہ پیدا کر دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت پر حملہ تھا۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح کی حالت دیکھنے کے قابل تھی۔ آپؓ اس غیرت سے متحرک ہو کر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپؓ رکھتے ہیں، باوجود آج طبیعت کے ناساز ہونے کے بڑے جوش کے ساتھ اس کا جواب دینے کے لئے طیار ہو گئے اور ایسا مُسکت جواب دیا کہ صاحب موصوف کو اپنے شبہ پر نادم ہونا پڑا۔'' (الحکم 7 جولائی 1918ء صفحہ 4 کالم 1)

ایک موقع پر آپؓ نے فرمایا:

''جو لوگ میرے خطبات اور تقریریں سنتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ مجھ پر کوئی ایسا وقت نہیں آیا جب رسول کریم ﷺ کی زندگی کا کوئی واقعہ میں نے بیان کیا ہو اور رقت سے میرا گلا نہ پکڑا گیا ہو۔ دُنیا میں محبتیں ہوتی ہیں کسی وقت کم کسی وقت زیادہ۔ مگر رسول کریم ﷺ سے مجھے ایسی شدید محبت ہے کہ مجھے اپنی زندگی میں ایک مثال بھی ایسی یاد نہیں کہ میں نے آپ کا ذکر کیا ہو اور مجھ پر رقت طاری نہ ہو گئی ہو اور میرا قلب محبت کی گہرائیوں میں نہ ڈوب گیا ہو۔'' (الفضل ۲۱ جون ۱۹۴۴ء)

آپؓ اپنے عشق رسول ﷺ کا اظہار شاعری میں یوں فرماتے ہیں:

مجھے اس بات پر ہے فخر محمودؔ
مرا معشوق محبوب خدا ہے
اسی سے میرا دل پاتا ہے تسکین
وہی آرام میری روح کا ہے
ہو اس کے نام پر قربان سب کچھ
کہ وہ شاہنشہِ ہر دوسرا ہے

جلسہ ہائے سیرت النبی

جب ہندوستان میں بدنام زمانہ کتاب ''رنگیلا رسول'' چھپی تو اس کتاب نے ہر عاشق رسولؐ کے دل چھلنی کر دیے۔ مسلمانوں کے احتجاج کے باوجود عدالت نے مصنف کو برائے نام سزا دے کر آزاد کر دیا۔ ایسے وقت میں جب ہندوستان میں فساد برپا ہوا تب بھی آپ نے اپنے غصہ اور محبتِ رسولؐ اور غیرت کو قابو میں رکھا اور لوگوں کو اسلامی تعلیمات کو تھامے رکھنے کی تلقین فرمائی۔ اور مسلمانوں کو صحیح لائحہ عمل اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی اور ہر موقع اور سطح پر ہر جگہ پُرامن آواز ناموسِ رسالت کے لئے ایسے احسن رنگ میں اُٹھائی کہ حکومتِ وقت کو ضابطۂ فوجداری میں ایک شق کا اضافہ کرنا پڑا جس کے مطابق مذہبی رہنماؤں کی توہین کو قابلِ دست اندازی پولیس جرم قرار دیا۔ اس کے بعد آپ نے ایک منظم طریق پر ملک بھر میں جلسہ ہائے سیرت النبیؐ کا انعقاد شروع کیا اور اس کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''لوگوں کو آپ ﷺ پر حملہ کرنے کی جرأت اس لئے ہوتی ہے کہ وہ آپ ﷺ کی زندگی کے صحیح حالات سے ناواقف ہیں اور اس کا ایک ہی علاج ہے جو یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کی سوانح پر اس کثرت سے اس قدر زور کے ساتھ لیکچرز دیے جائیں کہ ہندوستان کا بچہ بچہ آپ کے حالات زندگی اور آپ ﷺ کی پاکیزگی سے آگاہ ہو جائے اور کسی کو آپ کے متعلق زبان درازی کی جرأت نہ رہے۔ جب کوئی حملہ کرتا ہے تو یہی سمجھ کر کہ دفاع کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ واقف کے سامنے اس لئے کوئی حملہ نہیں کرتا کہ وہ دفاع کر دے گا۔ پس سارے ہندوستان کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کو رسول کریم ﷺ کی پاکیزہ زندگی سے واقف کرنا ہمارا فرض ہے۔'' (خطبات محمود جلد ۱۱ صفحہ ۲۷۱-۲۷۲)

اس اہم ملّی اور قومی مقصد کے لئے آپ نے پروگرام تشکیل دیا جس میں کہا گیا کہ ہر سال آنحضرت ﷺ کے مقدس سوانح میں سے بعض اہم پہلوؤں کو منتخب کر کے ان پر خاص روشنی ڈالی جائے۔ آپؓ نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۷ء میں ایک ہزار ایسے فدائیوں کا مطالبہ کیا جو یہ لیکچرز دینے کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ اور یہ مطالبہ صرف احمدیوں سے نہیں بلکہ ہر اسلامی فرقہ کے مسلمانوں سے تھا۔ نیز ان غیر مسلم لوگوں سے بھی تھا جو رسول کریم سے محبت اور اخلاص کا تعلق رکھتے تھے۔ اس مبارک تحریک کے نتیجے میں ہندوستان بھر سے ایک ہزار لیکچراروں نے اپنے آپ کو پیش کیا اور ۱۷ جون ۱۹۲۸ء کو ہندوستان بھر میں پہلی دفعہ سیرت النبی ﷺ کے جلسے نہایت جوش و خروش سے منعقد ہوئے جن میں مسلمانوں اور غیر مسلموں نے رسول کریم سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔ اور یہ ایسا اجتماعی اظہارِ عقیدت کا مظاہرہ تھا جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اخبارِ مشرق گورکھپور نے لکھا:

''ہندوستان میں یہ تاریخ ہمیشہ زندہ رہے گی۔...... ۱۷ جون کو جلسے کی کامیابی پر ہم امام جماعت احمدیہ جناب مرزا محمود احمد صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اگر شیعہ و سنی و احمدی اسی طرح سال بھر میں دو چار مرتبہ ایک جگہ جمع ہو جایا کریں گے تو پھر کوئی طاقت اسلام کا مقابلہ اس ملک میں نہیں کر سکتی۔'' (۲۱ جون ۱۹۲۸ء)

اخبار کشمیری راولپنڈی نے لکھا:

''۱۷ جون کی شام کیسی مبارک شام تھی کہ ہندوستان کے ایک ہزار سے زیادہ مقامات پر بیک وقت و بیک ساعت ہمارے برگزیدہ رسول ﷺ کی حیاتِ اقدس، ان کی عظمت، ان کے احسانات و اخلاق اور ان کی سبق آموز تعلیم پر ہندو، مسلمان اور سکھ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔ اگر اس قسم کے لیکچروں کا سلسلہ برابر جاری رکھا جائے تو مذہبی تنازعات اور فسادات کا فوراً انسداد ہو جائے۔ ۱۷ جون کی شام صاحبانِ بصارت و بصیرت کے لئے اتحاد بین الاقوام کا بنیادی پتھر تھی۔ ہندو اور سکھ مسلمانوں کے پیارے نبی کے اخلاق بیان کر کے ان کو ایک عظیم الشان ہستی اور ایک کامل انسان ثابت کر رہے تھے۔'' (بحوالہ الفضل ۱۰ جولائی ۱۹۲۸ء)

عشقِ قرآن

حضرت مصلح موعودؓ صرف مسیح دوراں کے بیٹے ہی نہیں تھے بلکہ آپؓ کو بھی فہمِ قرآن کا لاثانی علم عطا ہوا تھا۔ چنانچہ آپؓ نے شب و روز اپنے آخری دم تک قرآن مجید کی بے نظیر خدمت کی۔ آپؓ کی تحریر و تقریر سے قرآن کے جو معارف اور معنی بیان ہوئے ہیں وہ خارج از بیاں ہیں اور ان کو پڑھ کر صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تعلیم اور بیان انسانی ہاتھ سے ورے کا معاملہ ہے اور کسی دنیاوی مدرسے یونیورسٹی کے بس کی بات نہیں۔ آپؓ فرماتے ہیں:

''میں وہ شخص تھا جسے علوم ظاہری میں سے کوئی علم حاصل نہیں تھا۔ مگر خدا نے اپنے فضل سے فرشتوں کو میری تعلیم کے لئے بھجوایا اور مجھے قرآن کے ان مطالب سے آگاہ فرمایا جو کسی انسان کے وہم اور گمان میں نہیں آ سکتے تھے۔ وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا اور وہ چشمہ روحانی جو میرے سینے میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دُنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دُنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اُس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں، لیکن میں جانتا ہوں آج دُنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا کیا گیا ہو۔ خدا نے مجھے علمِ قرآن بخشا ہے اور اِس زمانے میں اُس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دُنیا کا اُستاد مقرر کیا ہے۔'' (الموعود صفحہ ۲۱۰-۲۱۱)

پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ

''اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے کے ذریعے مجھے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا ہے اور میرے اندر اس نے ایسا ملکہ پیدا کر دیا ہے جس طرح کسی کو خزانے کی کنجی مل جاتی ہے اسی طرح مجھے قرآن کریم کے علوم کی کنجی مل چکی ہے۔ دنیا کا کوئی عالم نہیں جو میرے سامنے آئے اور مَیں قرآن کریم کی افضلیت اس پر ظاہر نہ کر سکوں۔''

حضرت مصلح موعود کا ایک زندہ و جاوید علمی معجزہ تفسیر کبیر کی صورت محفوظ ہے۔ اس معجزے نے لاتعداد زندگیوں میں روحانی انقلاب برپا کر دیا۔ بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے اسے پڑھ کر قرآن اور خدا تعالیٰ سے ایک نیا اور زندہ تعلق بنا لیا کئی سو نے قربِ الٰہی میں مقام حاصل کیا۔ لاہور میں آپؓ ایک جگہ لیکچر دے رہے

تھے۔ فرمایا کہ ”یہ لاہور شہر ہے۔ یہاں یونیورسٹی موجود ہے۔ کئی کالج یہاں کھلے ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے علوم کے ماہر اس جگہ پر پائے جاتے ہیں۔ ان سب سے کہتا ہوں کہ دنیا کے کسی علم کا ماہر میرے سامنے آجائے۔ دنیا کا کوئی پروفیسر میرے سامنے آجائے۔ دنیا کا کوئی سائنسدان میرے سامنے آجائے اور وہ اپنے علوم کے ذریعہ قرآن کریم پر حملہ کر کے دیکھ لے۔ مَیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے ایسا جواب دے سکتا ہوں کہ دنیا تسلیم کرے گی کہ اس کے اعتراض کا ردّ ہو گیا ہے اور مَیں دعویٰ کرتا ہوں کہ مَیں خدا کے کلام سے اس کو جواب دوں گا اور قرآن کریم کی آیات کے ذریعہ سے ہی اس کے اعتراضات کو ردّ کر کے دکھا دوں گا۔“

(ماخوذ از ”میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں“۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 227)

آپ کا قرآن مجید کی تلاوت کا کوئی خاص وقت مقرر نہ تھا۔ جب بھی وقت ملا تلاوت کر لی۔ عموماً یہ ہوتا کہ صبح اُٹھ کر فارغ ہوئے ملاقاتوں کی اطلاع ہوئی اور آپ انتظار میں ٹہل رہے ہیں اور ساتھ ساتھ قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔

عبادات

حضرت مصلح موعودؓ اپنی ابتدائی عمر ہی سے پنجوقتہ نماز کے علاوہ تہجد کا باقاعدگی سے التزام کرتے تھے۔ عبادات سے آپ کا شغف اور انہماک دیدنی تھا۔ آپ کو بچپن ہی سے جاننے والے مکرم شیخ غلام احمد صاحب واعظ نومسلم گواہی دیتے ہیں کہ ”مرزا محمود احمد صاحب کو باقاعدہ تہجد پڑھتے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ وہ بڑے لمبے سجدے کرتے تھے۔“

اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوجوانی میں ہی حج بیت اللہ کی سعادت بخشی۔ کعبہ کو دیکھ کر جو محویت آپ پر طاری ہوئی اُس کے متعلق فرمایا: ”اتنا بھی خیال نہیں تھا کہ میں زندہ ہوں۔ میں تو سمجھتا تھا کہ میں مر چکا ہوں اور اسرافیل صور پھونک رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہے کہ میری طرف چلے آؤ“ (الفضل ۸ نومبر ۱۹۳۹ء)

ایک دفعہ آپ کی ایک نماز رہ گئی۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ”مجھے کام میں مصروف رہنے کی وجہ سے عصر کی نماز پڑھنی یاد نہیں رہی جب یہ خیال میرے دل میں آیا تو یکدم میرا سر چکرایا اور قریب تھا کہ اس شدت کی وجہ سے میں اس وقت گر کر مر جاتا کہ معاً اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے یاد آ گیا کہ فلاں شخص نے مجھے نماز کے وقت آ کر آواز دی تھی اس وقت میں نماز پڑھ رہا تھا۔ پس میں نماز پڑھ چکا ہوں لیکن اگر مجھے یہ بات یاد نہ آتی تو اس وقت مجھ پر اس غم کی وجہ سے جو کیفیت ایک سیکنڈ میں ہی طاری ہو گئی تھی وہ ایسی تھی کہ میں سمجھتا تھا اب اس صدمہ کی وجہ سے میری جان نکل جائے گی۔ میرا سر یکدم چکرایا اور قریب تھا کہ میں زمین پر گر کر ہلاک ہو جاتا۔“

(الفضل ۲۴ جنوری ۱۹۴۵ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ حضرت مصلح موعود کی نیکی، تقویٰ، عبادات میں شغف کے بہت معترف اور قدردان تھے۔ اسی بِنا پر آپ کو نوعمری میں ہی امام الصلوٰۃ اور خطیب مقرر فرماتے۔ ایک مرتبہ جب کسی نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے ایسا کرنے کے متعلق پوچھا تو آپؓ نے فرمایا ”مجھ کو جماعت میں میاں صاحب جیسا کوئی متقی بتا دیں۔“

عبادت کا ایک اہم پہلو دعا ہے اور حضرت مصلح موعودؓ ایک مستجاب الدعوات وجود تھے۔ حضرت فتح محمد صاحب حضرت اماں جانؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی قبولیت دعا کا ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ 1917ء کا واقعہ ہے مجھے ککروں کی تکلیف تھی۔ ایک رات مجھے سخت تکلیف ہوئی اور مَیں ساری رات نہ سو سکا۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کو بلایا۔ حضرت میر صاحب تشریف لائے اور اپنے ہاتھوں سے دوائی لگا کر چلے گئے اور شدتِ بیماری کا مجھ سے یا میری بیوی سے ذکر نہ کیا۔ البتہ گھر جا کر حضرت امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت اماں جانؓ سے ذکر کیا کہ فتح محمد کی دائیں آنکھ تو قریباً ضائع ہو چکی ہے اور آنکھوں کی پتلی سے لے کر آنکھ کے آخر تک زخم ہے اور آنکھ کے اندر سفیدی نظر آتی ہے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت اماں جانؓ کے دلوں میں درد اور ترحّم پیدا ہوا اور اسی وقت میرے لئے دعا کی اور رات حضرت امیر المومنینؓ نے رؤیا میں دیکھا کہ میں حضور کے سامنے بیٹھا ہوں اور میری دونوں آنکھیں صحیح سلامت ہیں۔ یہ رؤیا حضور نے صبح ہی حضرت اماں جانؓ کو سنایا تو حضرت اماں جانؓ اسی وقت خوش خوش ہشاش بشاش ہمارے گھر تشریف لائیں اور مبارک باد دی کہ اللہ تعالیٰ جلد صحت دے گا اور حضرت میر صاحب کی رپورٹ اور حضرت امیر المومنینؓ کے رؤیا کا ذکر کیا اور فرمایا اب اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہو گا اور صحت ہو جائے گی۔

بعد میں حضرت میر صاحبؓ خود تشریف لائے اور آنکھ کا معائنہ کرنے کے بعد سخت حیرت ہوئی کہ ایک رات میں زخم کا 8 / 7 حصہ مندمل ہو گیا ہے۔ اس کے بعد بیماری گھٹنی شروع ہوئی اور میری دونوں آنکھیں درست ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ نے ایک لمبا عرصہ خدمتِ سلسلہ کا موقع دیا۔ باوجود ہندوستان کے بعض ایسے علاقوں میں کام کرنے کے جہاں لُو اور دھوپ سے آنکھوں کے خراب ہونے کا خدشہ تھا میری آنکھیں بالکل ٹھیک ہو گئیں۔ (نصرت الحق صفحہ 40)

پھر ایک واقعہ یوں بیان ہوا ہے کہ دسمبر 1937ء میں حضرت خلیفہ نورالدین صاحبؓ کو کاربنکل کا حملہ ہو گیا اور قابل ڈاکٹروں برکت رام ایم۔ بی (لنڈن) اور بلونت سنگھ صاحب RCSE نے مرض کی رفتار کو دیکھ کر آپریشن کا متفقہ مشورہ دیا اور کہا کہ اب سوائے آپریشن کے کوئی راستہ نہیں۔ لیکن آپؓ آپریشن کے لئے تیار نہ تھے۔ آخر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں بیماری کی اطلاع بذریعہ تار دی گئی اور حضورؓ نے ارشاد فرمایا کہ آپریشن نہ کرائیں۔ پھر زخم کو گلیسرین وغیرہ سے صاف کیا جاتا رہا جس سے خلیفہ صاحب بکلّی صحت یاب ہو گئے اور دونوں ڈاکٹروں کی حیرانگی کی کوئی حد نہ رہی۔“ (الحکم 7 تا 14 نومبر 1939ء صفحہ 7)

حقوقِ نسواں

حضرت مصلح موعودؓ نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عورت کو صحیح مقام دلانے اور اس کے حقوق و فرائض کے متعلق اپنی تحریرات اور تقاریر میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ نیز عملاً بھی عورت کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ترقی کی راہ پر گامزن کیا۔ عورتوں کو ان کے حقوق دلانے کی ابتدا آپ نے اپنے گھر سے کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد سب سے پہلا کام جو کیا وہ اپنی بہنوں کو اور حضرت والدہ صاحبہ کو حصہ دینے کا تھا۔ اس موقع پر ایک سرکاری افسر نے کہا کہ قانون کی رو سے ایسا کرنے کی اجازت نہیں تو آپ نے فرمایا ”اگر ایسا نہیں ہوسکتا تو ہم ایسی جائیداد اپنے پاس رکھنے کے لئے تیار نہیں اور اسے لعنت سمجھتے ہیں۔“ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء)

ہندوستان میں عموماً بیاہ شادی کے موقع پر عورت کی رضامندی نہیں پوچھی جاتی تھی اور ماں باپ جہاں چاہتے اپنی اولاد بیاہ دیتے۔ مگر آپؓ نے اس دستور کو توڑا اور جماعت کو تلقین کی کہ لڑکوں ہی سے نہیں بلکہ لڑکیوں سے بھی ان کی مرضی پوچھی جائے اور اگر لڑکی کی مرضی کسی جگہ شادی کی نہ ہو تو وہاں شادی ہرگز نہ کی جائے۔ آپؓ نے لڑکی کو یہ حق بھی دیا کہ وہ کسی بھی معاملے کی صورت میں اپنے حق کے حصول کے لئے خلیفۂ وقت یا قضا سے رجوع کر سکتی ہے۔

حضورؓ نے ایک موقع پر فرمایا: ''یاد رکھو کہ کوئی دین ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ عورتیں ترقی نہ کریں۔ پس اسلام کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ تُم (عورتیں) بھی ترقی کرو۔ عورتیں کمرہ کی چار دیواروں میں سے دو دیواریں ہیں اگر کمرہ کی دو دیواریں گر جائیں تو کیا اس کمرہ کی چھت ٹھہر سکتی ہے۔'' (الفضل ۲۲ جنوری ۱۹۲۳ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے خالص عورتوں کی تربیت و ترقی کے لئے ایک تنظیم لجنہ اماء اللہ قائم فرمائی جس کے مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ عورتیں اپنے علیحدہ اجلاسات اور جلسے منعقد کریں، عورتوں کا نظم و نسق عورتیں اپنی آزاد حیثیت میں سنبھالیں، عورتیں تقاریر کریں اور رفتہ رفتہ عورتوں میں یہ قابلیت پیدا ہو کہ وہ عورتوں ہی کو نہیں بلکہ مردوں کو بھی خطاب کر سکیں۔ اس تنظیم کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ہر تعلیم یافتہ عورت کم از کم ایک اَن پڑھ عورت کو لکھنا پڑھنا سکھائے۔

حضرت مصلح موعودؓ کو ہمیشہ سے عورتوں کی دینی تعلیم کے متعلق گہری توجہ تھی۔ آپؓ نے فرمایا کہ ''جس طرح تم (مرد) اپنے لئے پڑھنا ضروری سمجھتے ہو۔ اسی طرح ان کے لئے بھی پڑھنا ضروری سمجھ کر ان کو پڑھاؤ۔'' (الفضل ۱۵ اگست ۱۹۱۶ء)

نیز فرمایا: ''عورتوں کی تعلیم سے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی خاص دلچسپی ہے۔ میں نے محض اس کی وجہ سے لوگوں کے اعتراضات بھی سنے ہیں اور اختلافی آراء بھی سنی ہیں لیکن پھر بھی مَیں پورے یقین کے ساتھ اس رائے پر قائم ہوں کہ عورتوں کی تعلیم کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ جب جماعت احمدیہ کا انتظام میرے ہاتھ میں آیا اس وقت قادیان میں عورتوں کا صرف پرائمری سکول تھا لیکن مَیں نے اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو قرآن کریم اور عربی کی تعلیم دی اور انہیں تحریک کی کہ مقامی عورتوں کو قرآن کریم کا ترجمہ اور حدیث وغیرہ پڑھائیں۔ میں نے اپنی ایک بیوی کو خصوصیت کے ساتھ اس کے لیے تیار کیا اور میرا خیال تھا کہ وہ اپنی تعلیمی ترقی کے ساتھ دوسری عورتوں کو فائدہ پہنچائیں گی لیکن خدا تعالیٰ کی مشیت تھی کہ میرے سفر ولایت سے واپسی پر وہ فوت ہو گئیں۔'' (الفضل قادیان 19 ستمبر 1931ء)

خدمتِ خلق

آپؓ کی پاکیزہ فطرت کا ایک پہلو خدمت خلق بھی تھا۔ آپ غرباء کی بکثرت مدد کرتے، بھوکوں کو کھانا کھلاتے، مہمان کی تعظیم اور خوب آؤ بھگت کرتے، حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے اور اس حوالے سے آپ خاص خیال رکھتے کہ کسی بھی شخص کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔ آپ نے جماعت کو یوں نصیحت فرمائی کہ:

''ہر شخص کو اپنے اپنے محلّہ میں اپنے ہمسایوں کے متعلق اس امر کی نگرانی کرنی چاہیے کہ کوئی شخص بھوکا تو نہیں اور اگر کسی ہمسائے کے متعلق اسے معلوم ہو کہ وہ بھوکا ہے تو اُسے اُس وقت تک روٹی نہیں کھانی چاہیے جب تک وہ اُس بھوکے کو کھانا نہ کھلالے۔'' (الفضل ۱۱ جون ۱۹۴۵ء)

مہمان نوازی کے متعلق آپ نے فرمایا کہ:

''جو شخص مہمان کو ذلیل کرتا ہے وہ بڑا ہی کمینہ ہے۔ لوگ دنیاوی باتوں میں کہا کرتے ہیں کہ ناک کٹ گئی حالانکہ ان باتوں میں تو ناک نہیں کٹتی۔ لیکن جو شخص مہمان کو ذلیل کرتا ہے اس کی یقیناً ناک کٹ جاتی ہے۔ مہمان نوازی انبیاء کی خاص صفت ہوتی ہے اس لئے ان کے متعلقین میں بھی اس کا ہونا ضروری ہے۔''

(خطبات محمود جلد ۵ صفحہ ۶۱۷)

1954ء میں ہولناک سیلاب آیا تو حضورؓ نے متاثرین کی خدمت کے لئے خدام الاحمدیہ کو ہدایات دیں اور خود بھی سیلاب زدہ علاقوں میں تشریف لے جا کر مصیبت زدگان کی ڈھارس بندھائی۔ 1947ء کے پُرآشوب دَور میں آپ ہی کا بابرکت وجود تھا جس نے فلاکت زدہ پریشان حال انسانوں کو اپنی شفقت کے پروں تلے سمیٹ لیا۔ آپؓ کے طفیل لاتعداد لوگ دنیوی عزت اور راحت کی زندگی بسر کرتے رہے۔ مکرم مبارک عابد صاحب نے کیا خوب کہا کہ

اے فضل عُمر تیرے اوصافِ کریمانہ
یاد آ کے بناتے ہیں ہر رُوح کو دیوانہ
ہر روز تو تجھ جیسے انسان نہیں لاتی
یہ گردش روزانہ ، یہ گردش دورانہ
ڈھونڈیں تو کہاں ڈھونڈیں ، پائیں تو کہاں پائیں
سُلطانِ بیاں تیرا ، انداز خطیبانہ
ہاں علم و عمل میں تھا اک پیکرِ عظمت تُو
اسلام کا شیدائی ، اللہ کا دیوانہ

الغرض آپؓ کی ذات بابرکت ایک ایسا بحر بے کنار ہے کہ جس کا احاطہ کرنا کسی انسان کے بس میں نہیں۔ کئی ہزار صفحات پر مشتمل آپ کا کلام ایک عظیم الشان رصدگاہ ہے۔ اس رصدگاہ کے دروازے ہر خاص و عام کے لئے کھلے ہیں۔ اگر عالمِ روحانی کی سیر مطلوب ہے اور اگر طلب ہے آسمانی رازوں سے واقفیت حاصل کرنے کی تو اس رصدگاہ میں لازمی داخلہ لیں اور نور سے فیض یاب ہوں۔

آخر میں حضورؓ کا اپنے متعلق ایک عظیم الشان اقتباس پیش کرتا ہوں۔ فرمایا:

''میں خدا کے فضلوں پر بھروسا رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ میرا نام دُنیا میں ہمیشہ قائم رہے گا اور گو میں مر جاؤں گا مگر میرا نام کبھی نہیں مٹے گا۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو آسمان پر ہو چکا کہ وہ میرے نام اور میرے کام کو دُنیا میں قائم رکھے گا اور ہر شخص جو میرے مقابلہ میں کھڑا ہوگا وہ خدا کے فضل سے ناکام رہے گا۔ ...... خدا نے مجھے اِس مقام پر کھڑا کیا ہے کہ خواہ مخالف مجھے کتنی بھی گالیاں دیں، مجھے کتنا بھی بُرا سمجھیں بہرحال دُنیا کی کسی بڑی سے بڑی طاقت کے اختیار میں نہیں کہ وہ میرا نام اسلام کی تاریخ کے صفحات سے مٹا سکے۔'' (تقریر جلسہ سالانہ 28 دسمبر 1961ء)

اے خدا کے برگزیدہ اور پاک مصلح موعودؓ! اللہ تبارک وتعالیٰ کی لاکھوں رحمتیں اور ہزاروں سلام آپؓ پر۔ آپؓ کے بابرکت وجود کی سب سے بڑی نشانی آپؓ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام ہے اور دعائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو اس مبارک وجود کی دعاؤں کا حقدار بنائے اور آپؓ کی ذات بابرکات کا صحیح ادراک ہمیں عطا کرے۔ آمین ثم آمین

تذکرۂ مہدی۔ روایاتِ محمودؓ کی روشنی میں

(چوتھی قسط)

(حبیب الرحمٰن زیروی)

سید میر حسن صاحب کی سچی گواہی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ میں قریباً دو سال رہے ہیں اور ...... سیالکوٹ کے لوگوں پر آپؑ کی زندگی کا جو اثر تھا وہ اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ سید میر حسن صاحب جو ایک بہت مشہور شخص گزرے ہیں ڈاکٹر سر اقبال بھی ان کے شاگردوں میں سے ہیں، سیالکوٹ اور پنجاب کا علمی طبقہ ان کی عظمت، صاف گوئی اور سچائی کا قائل ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قیام سیالکوٹ کے ہر وقت کے ساتھی تھے وہ نیچری تھے اور سرسید کے متبع تھے اور آخر تک احمدیت کے مخالف رہے ہیں۔ مگر جب بھی کسی نے آپ کی قبل از بعثت زندگی پر اعتراض کیے انہوں نے ہمیشہ اس کی تردید کی اور عَلَی الْاِعْلَانْ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بزرگی اور نیکی اور اسلام سے محبت کا ذکر کرتے رہے۔ پس کیا یہ عجیب بات نہیں کہ سیالکوٹ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام لمبے عرصہ تک رہے وہاں کے لوگ تو آپ کی زندگی میں کوئی عیب نہ نکال سکے بلکہ آپؑ کی بزرگی اور ولایت کے قائل رہے لیکن یہ سید محمد مظہر کہتا ہے کہ قادیان کی واپسی کے وقت سید چنن شاہ صاحب سے آپؑ راستہ میں یہ بات کہتے آئے کہ انسان ذرا ڈھیٹھ بن جائے تو نبی بن سکتا ہے۔ دراصل یہ الفاظ کہہ کر اس شخص نے اپنی گندی فطرت کا اظہار کیا ہے اور اُس ڈھیٹھ پن کا مظاہرہ کیا ہے جو اس کے اندر موجود ہے۔ غرض احرار کی طرف سے گالیوں میں کمی نہیں آئی بلکہ ان میں زیادتی ہورہی ہے۔ گالیاں دی جاتی ہیں اور اتنی ناپاک اور گندی گالیاں دی جاتی ہیں کہ کوئی انسان انہیں سننے کی تاب نہیں رکھتا۔ اس کے مقابلہ میں حکومت خاموش ہے اور مسلسل خاموش ہے حالانکہ اگر یہی گالیاں حضرت مسیح ناصری کو دی جائیں، اگر یہی گالیاں حضرت کرشن کو دی جائیں اور اگر یہ گالیاں سکھوں کے گروؤں کو دی جائیں تو گورنمنٹ کے حلقہ ہائے اعلیٰ تھرا جائیں اور ملک میں فساد اور خونریزی کی ایسی رَو پیدا ہو جائے جس کا سنبھالنا حکومت کے بس میں نہ ہو مگر کیا چیز ہے جو حکومت کو خاموش رکھے ہوئے ہے، کس چیز نے اس کی قلموں کو روکا ہوُا ہے اور کس چیز نے اس کے ہاتھوں کو حرکت کرنے سے روکا ہوُا ہے۔ صرف اس بات نے کہ احمدی امن پسند ہیں اور وہ ملک کے امن کو برباد نہیں کریں گے۔ (خطبات محمود جلد 16 صفحہ 682)

یادِ الٰہی میں مشغول رہنا پسند کرتے تھے

جب آپ اس قسم کے (دنیاوی مقدمات و ملازمت وغیرہ) معاملات سے تنگ آ گئے۔ تو آپؑ نے ایک خط اپنے والد صاحب کو لکھا جس میں اس قسم کے کاموں سے فارغ کردیئے جانے کی درخواست کی۔ اس خط کو میں یہاں نقل کردیتا ہوں تاکہ معلوم ہو کہ آپ ابتدائی عمر سے کس قدر دنیا سے متنفر تھے اور یادِ الٰہی میں مشغول رہنے کو پسند کرتے تھے۔ یہ خط آپؑ نے اس وقت کے دستور کے مطابق فارسی زبان میں لکھا تھا۔ (دعوۃ الامیر۔ انوار العلوم جلد 7 صفحہ 576)

(حضرت اقدسؑ کا یہ خط مع اردو ترجمہ اخبار الحکم میں شائع ہو چکا ہے جس میں سے اس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے):

حضرت والد مخدوم من سلامت غلامانہ مراسم اور فدویانہ آداب کی بجا آوری کے بعد آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ان دنوں یہ امر مشاہدہ میں آ رہا ہے اور ہر روز یہ بات دیکھی جارہی ہے کہ تمام ممالک اور قطعات زمین میں ہر سال اس قسم کی وبا پھوٹ پڑتی ہے جو کہ دوستوں کو دوستوں سے اور رشتہ داروں کو رشتہ داروں سے جدا کر دیتی ہے اور ان میں دائمی مفارقت ڈال دیتی ہے اور کوئی سال بھی اس بات سے خالی نہیں گزرتا کہ یہ عظیم الشان آگ اور المناک حادثہ ظاہر نہ ہوتا ہو۔ یا اس کی تباہی کی وجہ سے شورِ قیامت برپا نہ ہوتا ہو۔ ان حالات کو دیکھ کر میرا دل دنیا سے سرد ہوگیا ہے اور چہرہ اس غم سے زرد ہے اور اکثر حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ دو مصرعہ زبان پر جاری رہتے ہیں۔ اور حسرت و افسوس کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو بہ پڑتے ہیں۔

مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار
مباش ایمن از بازیٔ روزگار

ناپائیدار عمر پر بھروسہ نہ کر اور زمانہ کی کھیل سے بے خوف نہ ہو۔

نیز فرخ قادیانی کے دیوان سے یہ دو مصرعے بھی میرے زخموں پر نمک چھڑکتے رہتے ہیں:

بدنیائے دوں دل مبند اے جواں
کہ وقت اجل مے رسد ناگہاں

اپنے دل کو دنیائے دوں میں نہ لگا کیونکہ موت کا وقت ناگہاں پہنچ جاتا ہے۔

اس لئے میں چاہتا ہوں کہ باقی عمر گوشۂ تنہائی اور کنج عزلت میں بسر کروں اور عوام کی صحبت اور مجالس سے علیحدگی اختیار کروں اور اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کی یاد میں مصروف ہو جاؤں تاکہ تلافی مافات کی صورت پیدا ہوجائے۔

عمر بگذشت و نماند ست جز ایامے چند
بہ کہ در یاد کسے صبح کنم شامے چند

عمر کا اکثر حصہ گزر گیا ہے اور اب چند دن باقی رہ گئے ہیں۔ بہتر ہے کہ یہ چند (روز) کسی کی یاد میں بسر ہوں کیونکہ دنیا کی کوئی پختہ بنیاد نہیں اور زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اور حیات مستعار پر کوئی اعتماد نہیں۔ والکیس من خاف علٰی نفسہ من افۃ غیرہٖ جس شخص کو اپنا فکر ہوا سے کسی آفت کا کیا غم۔

(الحکم سیرت مسیح موعود نمبر۔ جلد 47 نمبر 19 تا 22 مورخہ 21 تا 28 مئی و 7 تا 14 جون 1943ء صفحہ 6-7)

والد صاحب کی وفات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے والد صاحب بڑے طاقتور تھے۔ غرغرۂ موت شروع ہوُا تو فرمانے لگے: غلام احمد یہ غرغرہ ہے اور پھر چند منٹ کے بعد فوت ہوگئے۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 203)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ اپنے والد صاحب کا ایک واقعہ

لطف لے کر بیان کیا کرتے تھے کہ آپ جب فوت ہوئے اس وقت اسّی سال کے قریب عمر تھی مگر وفات کے ایک گھنٹہ پہلے آپ پاخانہ کے لیے اٹھے۔ آپ کو سخت پیچش تھی اور پاخانہ کے لئے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک ملازم نے آپ کو سہارا دیا مگر آپ نے اس کا ہاتھ جھٹک کر پرے کر دیا اور کہا کہ مجھے سہارا کیوں دیتے ہو؟ اس کے ایک گھنٹہ کے بعد آپ کی وفات ہوگئی۔ (خطبات محمود جلد 17 صفحہ 303)

جائیداد سے لاتعلقی

جب آپؑ کے والد صاحب فوت ہو گئے تو آپؑ نے تمام کاموں سے قطع تعلق کر لیا اور مطالعہ دین اور روزہ داری اور شب بیداری میں اوقات بسر کرنے لگے اور اخبارات ورسائل کے ذریعہ دشمنان اسلام کے حملوں کا جواب دیتے رہے اس زمانہ میں لوگ ایک ایک پیسہ کے لئے لڑتے ہیں مگر آپؑ نے اپنی کل جائیداد اپنے بڑے بھائی صاحب کے سپرد کر دی۔ آپؑ کے لئے کھانا ان کے گھر سے آ جاتا اور جب وہ ضرورت سمجھتے کپڑے بنوا دیتے اور آپؑ نہ جائیداد کی آمدن کا حصہ لیتے اور نہ اس کا کوئی کام کرتے لوگوں کو نماز روزے کی تلقین کرتے، تبلیغ اسلام کرتے، غریبوں مسکینوں کی بھی خبر رکھتے۔ اور تو آپؑ کے پاس اس وقت کچھ تھا نہیں بھائی کے یہاں سے جو کھانا آتا اسی کو غرباء میں بانٹ دیتے اور بعض دفعہ دو تین تولہ غذا پر گزارہ کرتے اور بعض دفعہ یہ بھی باقی نہ رہتی اور فاقہ سے ہی رہ جاتے، یہ نہیں تھا کہ آپؑ کی جائیداد معمولی تھی اور آپ سمجھتے تھے کہ گزارہ ہو رہا ہے اس وقت ایک سالم گاؤں آپ اور آپ کے بھائی کا مشترکہ تھا اور علاوہ ازیں جاگیر وغیرہ کی بھی آمدن تھی۔ (دعوت الامیر۔ انوار العلوم جلد 7 صفحہ 577-576)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ابتدائی زمانہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں:

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکُلِیْ
وَصِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِیْ

ایک وہ زمانہ تھا جب بچے ہوئے ٹکڑے مجھے دیئے جاتے تھے اور آج میرا یہ حال ہے کہ میں سینکڑوں خاندانوں کو پال رہا ہوں۔

آپ کی ابتدا کتنی چھوٹی تھی مگر آپؑ کی انتہا ایسی ہوئی کہ علاوہ ان لوگوں کے جو خدمت کرتے تھے لنگر میں روزانہ دو اڑھائی سو آدمی کھانا کھاتے تھے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپؑ اپنے والد کی جائیداد میں اپنے بھائی کے برابر شریک تھے لیکن زمینداروں میں یہ عام دستور ہے کہ جو کام کرے وہ تو جائیداد میں شریک سمجھا جاتا ہے اور جو کام نہیں کرتا وہ جائیداد میں شریک نہیں سمجھا جاتا اور یہ دستور ابھی تک چلا آتا ہے۔ لوگ عموماً کہہ دیتے ہیں کہ جو کام نہیں کرتا اُس کا جائیداد میں کیا حصہ ہو سکتا ہے۔ آپ کے پاس جب کوئی ملاقاتی آتا اور آپ اپنی بھاوجہ کو کھانے کے لئے کہلا بھیجتے تو وہ آگے سے کہہ دیتیں کہ وہ یونہی کھا پی رہا ہے کام کاج تو کوئی کرتا نہیں۔ اس پر آپ اپنا کھانا اُس مہمان کو کھلا دیتے اور خود فاقہ کر لیتے یا چنے چبا کر گذارہ کر لیتے۔ خدا کی قدرت ہے کہ وہی بھاوجہ جو اُس وقت آپ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی تھیں بعد میں میرے ہاتھ پر احمدیت میں داخل ہوئیں۔ غرض اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب کوئی کام شروع کیا جاتا ہے تو اُس کی ابتدا بڑی نظر نہیں آیا کرتی لیکن اُس کی انتہا پر دنیا حیران ہو جاتی ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 102-101)

والد صاحب کی غرباء کی خبر گیری

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے تھے کہ آپؑ کے والد صاحب کا قاعدہ تھا کہ ایک موسم میں خاص مقدار میں غرباء میں غلہ اور نقدی تقسیم کرتے ایک شخص بٹالے کا بھی آیا کرتا تھا اس کو آپ نے ایک دفعہ چنے اور کچھ پیسے دیئے۔

(خطبات محمود جلد 7 صفحہ 97)

قادیان کے دو مُلّا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ قادیان کے اندر دو مُلّا تھے جن میں بسا اوقات اس قسم کی باتوں پر جھگڑا ہو جایا کرتا تھا کہ کسی شخص کے مرنے پر اس کے کفن کی چادر کے متعلق ایک کہتا تھا کہ یہ میرا حق ہے اور دوسرا کہتا تھا کہ میرا حق ہے۔ آپؑ فرماتے تھے کہ ہمارے والد صاحب نے ان جھگڑوں کو دیکھ کر قادیان کے دو حصے کر کے ان میں بانٹ دیئے تا کہ ان میں لڑائی نہ ہو مگر ان میں سے ایک مُلّا دو تین دن کے بعد روتا ہوا والد صاحب کے پاس آیا۔ والد صاحب نے پوچھا کیا بات ہے۔ وہ چیخ مار کر کہنے لگا مرزا صاحب آپ نے انصاف سے کام نہیں لیا۔ والد صاحب نے پوچھا تمہارے ساتھ کیا بے انصافی ہوئی تو وہ اپنی ہچکی کو بند کرتے ہوئے کہنے لگا ''تُساں جیہڑے آدمی میرے حصے وچ دتے نے اونہاں دا قد اتنا چھوٹا اے کہ اونہاں دے کفن دی چادر دی چنی بھی نہیں بن سکدی'' یعنی آپ نے میرے حصہ میں جن لوگوں کو رکھا ہے ان کا قد تو اتنا چھوٹا ہے کہ ان کے کفن کی چادر سے ایک چھوٹا سا دوپٹہ بھی نہیں بن سکتا۔ اب اندازہ لگاؤ جہاں ملاؤں کے اخلاق اتنے پست ہوں وہاں ترقی کی کیا امید ہو سکتی ہے۔

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ 626-625)

چھ ماہ کے روزے رکھنا

جب دادا صاحب فوت ہو گئے تو باوجود اس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ دین کی طرف اس قدر تھی کہ بڑے بھائی سے جائیداد وغیرہ کے متعلق کوئی سوال نہ کیا۔ آپؑ دن رات مسجد میں پڑے رہتے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا۔ آپؑ فرمایا کرتے تھے ان دنوں میں بُھنے ہوئے چنے اپنے پاس رکھ لیا کرتا اور آخری عمر تک باوجودیکہ بڑھاپا آ گیا تھا آپؑ کو چنوں کا شوق رہا اور شاید یہ ورثہ کا شوق ہے جو مجھے بھی ہے اور مجھے دنیا کی بہت سی نعمتوں کے مقابلہ میں چنے اچھے لگتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے کہ میں بھنے ہوئے چنے اپنے پاس رکھ لیتا اور جب کئی دفعہ گھر سے کھانا نہ آتا اور میں پوشیدہ طور پر روزے رکھتا تو چنوں پر گذارہ کر لیا کرتا تھا۔ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھ ماہ تک متواتر روزے رکھے۔ اس عرصہ میں بسا اوقات دو پیسے کے چنے بھنوا کر آپ رکھ لیتے۔ تبلیغ اسلام کا شوق آپؑ کو شروع سے ہی تھا۔ ہندو لڑکوں کو آپ اپنے پاس جمع کر لیتے اور ان سے مذہبی گفتگو کرتے رہتے۔ حافظ معین الدین صاحب جو آپؑ کے خادم تھے اور نابینا تھے فرمایا کرتے کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب گھر سے کھانا لانے کے لئے بھیجتے تو بعض اوقات اندر سے عورتیں کہہ دیا کرتیں کہ انہیں تو ہر وقت مہمان نوازی کی فکر رہتی ہے، ہمارے پاس کھانا نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا کھانا دوسروں کو کھلا دیتے اور خود چنوں پر گذارہ کرتے۔ (تقریر جلسہ سالانہ 1933ء انوار العلوم جلد 13 صفحہ 301-300)

والدہ ماجدہ کی وفات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی والدہ سے بہت محبت تھی۔ غالباً آپؑ جن دنوں میں سیالکوٹ میں تھے یا اورکسی مقام پر قادیان سے باہر تھے کہ آپؑ کو خبر پہنچی کہ آپؑ کی والدہ سخت بیمار ہیں یہ سن کر آپؑ فوراً قادیان کی طرف روانہ ہوگئے جب آپ بٹالہ سے یکہ میں بیٹھ کر قادیان کی طرف روانہ ہوئے تو جو شخص لینے آیا ہوا تھا۔ وہ بار بار یکہ والے سے کہنے لگا کہ ذرا جلدی کرو، بی بی صاحبہ کی طبیعت بہت ہی خراب تھی، خدا خیر کرے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اور زیادہ یکہ والے کو تاکید کرنے لگا، یوں کہنا شروع کیا کہ کہیں خدانخواستہ فوت ہی نہ ہوگئی ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے۔ میں نے اس فقرہ سے سمجھ لیا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور یہ مجھے اس صدمہ کے لئے تیار کررہا ہے اور میں نے اس سے کہا کہ تم ڈرو نہیں اور جو سچ سچ بات ہے وہ بتادو۔ اس پر اس نے کہا کہ بات تو یہی ہے کہ وہ فوت ہوچکی ہیں۔" (رپورٹ مجلس مشاورت 1938ء صفحہ 141)

دنیا کی عزت خود ملتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو دنیا طلبی سے اتنی نفرت تھی کہ ہمارے بڑے بھائی مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم نے تحصیلداری کا امتحان دیا تو حضرت صاحب کو بھی انہوں نے دعا کے لئے لکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کا رقعہ پڑھ کر سخت غصہ آیا اور آپؑ نے اسے پھاڑ دیا۔ مگر ادھر آپ نے رقعہ پھاڑا اور ادھر آپ کو الہام ہوا کہ "پاس ہو جائے گا" (تذکرہ صفحہ 125)۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ وہ پاس ہوگئے اور پھر قائمقام ڈپٹی کمشنر ہو کر ریٹائر ہوئے تو اللہ تعالیٰ جن کو روحانی مراتب عطا فرماتا ہے ان کو ضرورت نہیں ہوتی کہ وہ دنیا کے لوگوں کے پاس جائیں بلکہ دنیا کے لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے کہ وہ ان کے پاس آئیں اور ان سے فیض اٹھائیں۔ ایک دفعہ کشمیر کے فسادات کے سلسلہ میں شملہ گیا اور لارڈ ولنگڈن سے ملا۔ ملاقات کے بعد لارڈ ولنگڈن کا سیکرٹری میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرا اسسٹنٹ جو مسٹر گریفن کا پوتا ہے، وہ آپؑ سے ملنا چاہتا ہے۔ میں نے اس سے کہیں ذکر کیا تھا کہ مسٹر گریفن کا میرے دادا سے بڑا تعلق رہا ہے اور اس کی کئی چٹھیاں ہمارے دادا کے نام موجود ہیں۔ اس نے اس بات کا اپنے اسسٹنٹ سے ذکر کردیا کیونکہ وہ مسٹر گریفن کا پوتا تھا اور اس نے مجھ سے ملنے کی خواہش کی۔ چنانچہ وہ مجھ سے ملا اور کہنے لگا کہ میں اپنے دادا کی وہ چٹھیاں دیکھنا چاہتا ہوں جو انہوں نے آپؓ کے دادا کو لکھی تھیں۔ میں نے کہا کہ وہ کتاب البریہ میں چھپی ہوئی ہیں۔ آپ جب چاہیں وہاں سے دیکھ سکتے ہیں۔ مسٹر گریفن امرتسر کا کمشنر تھا اور اس زمانے میں کمشنر کے اختیارات گورنر کے برابر ہوا کرتے تھے اور کمشنری بھی صرف امرتسر کی ہی ہوا کرتی تھی۔

(الفضل 3 اکتوبر 1958ء جلد 47/12 نمبر 228 صفحہ 7)

سچی گواہی

وہ عظیم الشان مقصد جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی اسے پورا کرنے کیلئے ہمیں بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ اعتقادی رنگ میں ہم نے دنیا پر اپنا سکہ جمالیا ہے مگر عملی رنگ میں اسلام کا سکہ جمانے کی ابھی ضرورت ہے کیونکہ اس کے بغیر مخالفوں پر حقیقی اثر نہیں ہوسکتا۔ موٹی مثال عملی رنگ میں سچائی کی ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جسے دشمن بھی محسوس کرتا ہے۔ دل کا اخلاص اور ایمان دشمن کو نظر نہیں آتا مگر سچائی کو وہ دیکھ سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ خاندانی جائداد کے متعلق ایک مقدمہ تھا اسی مکان کے چبوترے کے متعلق جس میں اب صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر ہیں اس چبوترے کی زمین دراصل ہمارے خاندان کی تھی مگر اس پر دیرینہ قبضہ اس گھر کے مالکوں کا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے بھائی صاحب نے اس کے حاصل کرنے کیلئے مقدمہ چلایا اور جیسا کہ دنیاداروں کا قاعدہ ہے کہ جب زمین وغیرہ کے متعلق کوئی مقدمہ ہو اور وہ اپنا حق اس پر سمجھتے ہوں تو اس کے حاصل کرنے کیلئے جھوٹی سچی گواہیاں مہیا کرتے ہیں۔ انہوں نے بھی اپنی ملکیت ثابت کرنے کیلئے جھوٹی سچی گواہیاں دلائیں۔ اس پر اس گھر کے مالکوں نے یہ امر پیش کردیا کہ ہمیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں، ان کے چھوٹے بھائی کو بُلا کر گواہی لی جائے اور جو وہ کہہ دیں ہمیں منظور ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بطور گواہ عدالت میں پیش ہوئے اور جب آپؑ سے پوچھا گیا کہ کیا آپؑ ان لوگوں کو اس رستہ سے آتے جاتے اور اس پر بیٹھتے عرصہ سے دیکھ رہے ہیں؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس پر عدالت نے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ آپؑ کے بڑے بھائی صاحب نے اسے اپنی ذلت محسوس کیا اور بہت ناراض ہوئے مگر آپؑ نے فرمایا کہ جب واقعہ یہ ہے تو میں کس طرح انکار کرسکتا تھا۔

اسی طرح آپ کے خلاف ایک مقدمہ چلایا گیا کہ آپ نے ڈاک خانہ کو دھوکا دیا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس زمانہ میں یہ قانون تھا کہ اگر کوئی شخص پیکٹ میں کوئی چٹھی ڈال کر بھیج دے تو سمجھا جاتا تھا کہ اس نے ڈاک خانہ کو دھوکا دیا ہے اور ایسا کرنا فوجداری جُرم قرار دیا جاتا تھا جس کی سزا قید کی صورت میں بھی دی جاسکتی تھی۔ اب وہ قانون منسوخ ہوچکا ہے اب زیادہ سے زیادہ ایسے پیکٹ کو بیرنگ کردیا جاتا ہے۔ اتفاقاً آپ نے ایک پیکٹ مضمون کا اشاعت کیلئے ایک اخبار کو بھیجا اور اس قانون کے منشاء کو نہ سمجھتے ہوئے اس میں ایک خط بھی لکھ کر ڈال دیا جو اس اشتہار کے ہی متعلق تھا اور جس میں اسے چھاپنے وغیرہ کے متعلق ہدایات تھیں۔ پریس والے غالباً عیسائی تھے اُنہوں نے اس کی رپورٹ کردی اور آپؑ پر مقدمہ چلا دیا گیا۔ آپؑ کے وکیل نے کہا کہ پیش کرنے والوں کی مخالفت تو واضح ہے اس لئے ان کی گواہیوں کی کوئی حقیقت نہیں اگر آپؑ انکار کردیں تو کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ اُس زمانہ میں اکثر مقدمات میں آپؑ کی طرف سے شیخ علی احمد صاحب وکیل گورداسپوری پیروی کیا کرتے تھے اور آپؑ کی پاکیزہ زندگی کو دیکھ کر دعویٰ کے بعد بھی گو وہ احمدی نہ تھے آپ پر بہت حُسنِ ظن رکھتے تھے۔ انہوں نے آپؑ سے کہا کہ اور کوئی گواہ تو ہے نہیں۔ پھر وہ خط اسی مضمون کے متعلق ہے اور اسے اشتہار کا حصہ ہی کہا جاسکتا ہے اس لئے آپؑ بغیر جھوٹ کا ارتکاب کیے کہہ سکتے ہیں کہ میں نے تو اشتہار ہی بھیجا تھا خط کوئی نہیں بھیجا۔ مگر آپؑ نے ایسا کرنے سے انکار کردیا اور فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا، جو بات میں نے کی ہے اس کا انکار کس طرح کرسکتا ہوں۔ چنانچہ جب آپؑ پیش ہوئے اور عدالت نے دریافت کیا کہ آپؑ نے کوئی خط مضمون میں ڈالا تھا تو آپؑ نے فرمایا ہاں۔ اس راستبازی کا دوسروں پر تو اثر ہونا تھا ہی خود عدالت پر بھی اس قدر اثر ہؤا کہ اس نے آپؑ کو بَری کردیا اور کہا کہ ایک

اصطلاحی جُرم کے لئے ایسے راستباز آدمی کو سزا نہیں دی جاسکتی۔

اسی طرح کئی واقعات مقدمات میں آپؑ کو ایسے پیش آتے رہے جن کی وجہ سے اِن وکلاء کے دلوں میں جن کو ان مقدمات سے تعلق رہا کرتا تھا آپؑ کی بہت عزت تھی۔ چنانچہ ایک مقدمہ میں آپ نے شیخ علی احمد صاحب کو وکیل نہ کیا تو انہوں نے لکھا کہ مجھے افسوس ہے کہ آپؑ نے اس مقدمہ میں مجھے وکیل نہیں کیا اس لئے نہیں کہ میں کچھ لینا چاہتا تھا بلکہ اس لئے کہ مجھے خدمت کا موقع نہیں مل سکا۔ تو سچائی اور راستبازی ایک ایسی چیز ہے کہ دشمن بھی اس سے اثر قبول کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ شیخ علی احمد صاحب آخر تک غیر احمدی رہے اور انہوں نے بیعت نہیں کی مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ظاہری رنگ میں آپ کا اخلاص احمدیوں سے کسی طرح کم نہ تھا اور اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے آپؑ کی سچائی کو ملاحظہ کیا تھا اور صرف شیخ علی احمد صاحب پر ہی کیا موقوف ہے جن جن کو بھی آپؑ سے ملنے کا اتفاق ہوا ان کی یہی حالت تھی۔ جب جہلم میں مولوی کرم دین صاحب نے آپؑ پر مقدمہ کیا تو ایک ہندو وکیل لالہ بھیم سین صاحب کی چٹھی آئی کہ میرا لڑکا بیرسٹری پاس کر کے آیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اسے آپؑ کی خدمت کرنے کی سعادت حاصل ہو اس لئے آپؑ اس کو اجازت دیں کہ وہ آپ کی طرف سے پیش ہو۔ جس لڑکے کے متعلق انہوں نے یہ خط لکھا تھا وہ اب تک زندہ ہیں۔ پہلے لاء کالج کے پرنسپل تھے پھر جموں ہائیکورٹ کے چیف جج مقرر ہوئے اور اب وہاں سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔ انہوں نے الحاح سے یہ درخواست اِس واسطے کی کہ اُن کو سیالکوٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کچھ عرصہ رہنے کا اتفاق ہوا تھا اور وہ آپ کی سچائی کو دیکھ چکے تھے۔

پس معلوم ہوا کہ سچائی ایک اعلیٰ پایہ کی چیز ہے جسے دیکھ کر دشمن کو بھی متاثر ہونا پڑتا ہے۔ سچائی ایک ایسی چیز ہے جو اپنوں پر ہی نہیں بلکہ غیروں پر بھی اثر کیے بغیر نہیں رہ سکتی۔ انبیاء دنیا میں آکر راستی اور سچائی کو قائم کرتے ہیں اور ایسا نمونہ پیش کرتے ہیں کہ دیکھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور نقل کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے دنیا میں آکر کوئی توپیں اور مشین گنیں ایجاد نہیں کی تھیں، بینک جاری نہیں کیے تھے یا صنعت وحرفت کی مشینیں ایجاد نہیں کی تھیں۔ پھر وہ کیا چیز تھی جو آپؐ نے دنیا کو دی اور جس کی حفاظت آپ کے ماننے والوں کے ذمہ تھی۔ وہ سچائی کی روح اور اخلاق فاضلہ تھے۔ یہ چیز پہلے مفقود تھی آپؐ نے اسے کمایا اور پھر یہ خزانہ دنیا کو دیا اور صحابہؓ اور اُن کی اولادوں اور پھر ان کی اولادوں کے ذمہ یہی کام تھا کہ ان چیزوں کی حفاظت کریں۔

(خطبات محمود جلد 17 صفحہ 542 تا 545)

رشتہ داروں کی مخالفت اور بائیکاٹ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بائیکاٹ کیا گیا۔ لوگوں کو آپؑ کے گھر کا کام کرنے سے روکا جاتا، کمہاروں کو روکا گیا، چوہڑوں کو صفائی سے روکا گیا۔ ہمارے عزیز ترین بھائی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھاوج اور دیگر عزیز رشتہ دار حتّٰی کہ آپؑ کے ماموں زاد بھائی علی شیر یہ سب طرح طرح کی تکلیفیں دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ گجرات کے علاقہ کے کچھ دوست جو سات بھائی تھے قادیان میں آئے اور باغ کی طرف اس واسطے گئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہوتا تھا۔ راستہ میں ہمارے ایک رشتہ دار باغیچہ لگوا رہے تھے انہوں نے ان سے دریافت کیا کہاں سے آئے ہو؟ اور کیوں آئے ہو؟ انہوں نے جواب میں کہا گجرات سے آئے ہیں اور حضرت مرزا صاحب کے لئے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا دیکھو میں ان کے ماموں کا لڑکا ہوں، میں خوب جانتا ہوں یہ ایسے ہیں ویسے ہیں۔ ان میں سے ایک نے جو دوسروں سے آگے تھا بڑھ کر ان کو پکڑ لیا اور اپنے بھائیوں کو آواز دی کہ جلدی آؤ اس پر وہ شخص گھبرایا تو اس احمدی نے کہا میں تمہیں مارتا نہیں کیونکہ تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رشتہ دار ہو، میں اپنے بھائیوں کو تمہاری شکل دکھانی چاہتا ہوں کیونکہ ہم سنا کرتے تھے کہ شیطان نظر نہیں آتا مگر آج ہم نے دیکھ لیا ہے کہ وہ ایسا ہوتا ہے۔ پس ہم میں سے کوئی نہیں جس نے اپنے رشتہ داروں، قریبیوں اور اپنے احساسات کی قربانی نہیں کی۔“

(الفضل 4 دسمبر 1935ء جلد 23 نمبر 132 صفحہ 4,3)

چوہڑوں کا پیر

اس گُر کو یاد رکھو اور قیامت تک اسے یاد رکھتے چلے جاؤ کہ ہر مصیبت پر خدا تعالیٰ کو پکارو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو دنیا میں تم پر کوئی مصیبت ایسی نہیں آسکتی جس میں خدا تعالیٰ تمہاری مدد نہ کرے اور دشمن کا خطرناک سے خطرناک حملہ بھی خدا تعالیٰ کی مدد کی وجہ سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ بشرطیکہ تم حرام خوری نہ کرو، بے ایمانی نہ کرو، بددیانتی نہ کرو، خدا تعالیٰ کا خوف کرو، تقویٰ کرو، ظلم نہ کرو، کسی پر تعدی نہ کرو، کسی کی ذلت اور بدنامی نہ کرو، منافقت نہ دکھاؤ، فساد نہ کرو۔ اگر تم ایسے ہو جاؤ گے تو ہر قدم پر اور ہر میدان میں خدا تعالیٰ تمہارا ساتھی ہوگا۔ یہ قرآن کریم کا وعدہ ہے جو اصدق الصادقین ہے اور خدا تعالیٰ کا کلام جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اگر تم اس پر عمل کرو گے تو تم ہمیشہ کامیابی اور بامرادی دیکھو گے اور تمہارا دشمن ناکام ونامراد ہوگا کیونکہ تمہارا دشمن خدا تعالیٰ کو نہیں پکارتا۔ اسے کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو پکارتا ہے۔ لیکن تم مصیبت کے وقت خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے ہو اور اس سے مدد چاہتے ہو۔

ہمارے ایک تایا تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا کے بیٹے تھے اور آپؑ کے سخت مخالف تھے اور دہریہ تھے۔ انہیں آپؑ سے اتنی ضد تھی کہ ہر موقع پر وہ اپنا بغض نکالتے تھے۔ آپؑ نے جب مسیح موعودؑ ہونے کا دعویٰ کیا تو انہوں نے بھی دعویٰ کر دیا کہ میں چوہڑوں کا پیر ہوں اور ان کے بزرگوں کا اوتار ہوں۔ ایک دفعہ لدھیانہ کے بعض چوہڑے جو اپنے پیر سمیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرید ہو گئے تھے۔ اپنے پیر سے اجازت لے کر قادیان آئے۔ مرزا امام دین صاحب کو پتہ لگا تو انہوں نے انہیں بلایا اور کہا میاں ادھر آؤ۔ جب وہ ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا میاں تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم مرزا غلام احمدؑ کے مرید بن گئے ہو۔ چوڑھوں کا لال بیگ تو میں ہوں۔ تم مرزا صاحبؑ کے پاس کیوں چلے گئے ہو۔ تمہیں وہاں کیا ملا ہے۔ انہوں نے کہا مرزا صاحب! ہم تو ان پڑھ ہیں ہمیں اس بات کا علم نہیں کہ ہمیں کیا ملا ہے۔ صرف اتنا علم ہے کہ آپ مغل تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کی وجہ سے چوڑھے کہلانے لگ گئے اور ہم لوگ چوڑھے تھے لیکن مرزا صاحب کو مان لینے کی وجہ سے مرزائی کہلانے لگ گئے ہیں۔ ہمیں دلائل نہیں آتے۔ صرف اتنا نظر آتا ہے کہ ہم آپؑ پر ایمان لانے کی وجہ سے مرزا بن گئے اور آپ مخالفت کرنے کی وجہ سے چوڑھے بن گئے ہیں۔

مرزا امام دین صاحب کو ایک دفعہ پیٹ درد ہوا۔ ان دنوں قادیان میں حضرت خلیفہ اولؓ کے سوا اور کوئی طبیب نہیں ہوتا تھا۔ اس لیے انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کو بلایا۔ آپؓ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ آپؓ نے دیکھا کہ وہ درد کے مارے دالان میں فرش پر لوٹتے پھرتے ہیں اور کہتے ہیں ہائے اماں۔ ہائے اماں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے فرمایا۔ مرزا صاحب! اس تکلیف کے وقت بھی آپ خدا تعالیٰ کو نہیں پکارتے اور اپنی والدہ کا نام لیے جا رہے ہیں۔ وہ کہنے لگے مولوی صاحب ماں تو میں نے دیکھی ہے لیکن خدا تعالیٰ نظر نہیں آتا اس لئے میں خدا تعالیٰ کو کیا پکاروں، اپنی ماں کو ہی پکارتا ہوں۔ یہی مومن اور کافر میں فرق ہے۔ مرزا امام دین صاحب کو پیٹ میں درد ہوا۔ تو انہیں اپنی ماں یاد آئی، خدا یاد نہ آیا لیکن اس کے مقابل پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دفعہ کھانسی کی سخت تکلیف ہوئی۔ بہتیرا علاج کیا گیا لیکن آرام نہ آیا۔ ایک دن کسی نے کچھ کیلے اور سنگترے بھیج دیئے۔ مَیں چونکہ آپؑ کو دوا پلایا کرتا تھا اس لیے سمجھتا تھا کہ آپؑ کی صحت کا ذمہ دار میں ہی ہوں۔ آپؑ نے کیلے دیکھے تو ایک کیلا کھانے کی خواہش کی۔ میں نے کہا حضور آپؑ کو کھانسی کی تکلیف ہے اور دوا کا استعمال کر رہے ہیں اور ابھی تک بیماری میں افاقہ نہیں ہوا۔ اب آپ کیلا کھانے لگے ہیں۔ اس سے تکلیف بڑھ جائے گی۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میری اس بات کی پروا نہ کی اور آپؑ نے ایک کیلا اٹھایا اور کھا لیا۔ بعد میں فرمایا: میاں! مجھے اس کیلے کی وجہ سے مرض میں زیادتی کا کوئی ڈر نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ اب مجھے شفا ہو جائے گی۔ اب دیکھو مرزا امام دین صاحب بیماری کے وقت اماں اماں پکارتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود انہیں حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی دوا کی ضرورت پیش آئی۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھانسی کی تکلیف ہوئی اور دواؤں کے باوجود آرام نہ آیا تو آپؑ نے کیلا کھا لیا اور پھر فرمایا: مجھے خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ مجھے شفا ہو جائے گی اور واقعہ میں آپؑ کو شفا ہو گئی۔

پس جو خدا تعالیٰ کو پکارتا ہے وہ اس کی برکت پاتا ہے اور جو خدا تعالیٰ کو نہیں پکارتا وہ خدا تعالیٰ کی برکت سے محروم رہتا ہے۔ مسلمانوں کو 1300 سال سے یہ مقام بھولا ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحبؑ کے ذریعہ انہیں یہ مقام یاد کرایا ہے۔ مگر اب بھی اکثر لوگ اسے بھول جاتے ہیں لیکن یہ ایسا ہتھیار ہے کہ توپ و تفنگ بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کوئی مصیبت تم پر آئے، تم خدا تعالیٰ کے سامنے جھک جاؤ اور پھر یقین رکھو کہ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ اگر تم ایسا کرو تو وہ تمہاری ضرور مدد کرے گا۔ (الفضل یکم مارچ 1957ء جلد 46/11 نمبر 53 صفحہ 5)

بقیہ از صفحہ 16:

حضرت مصلح موعودؓ کی خوبصورت یادیں

کام ختم نہ ہو گھر نہیں جانا اور پھر اندر آ کر کہنا کہ فلاں کے لئے کچھ کھانے کو بھجوا دو وہ گھر نہیں گیا بیچارہ دفتر میں کام کر رہا ہے۔

☆ آپؓ مزید لکھتی ہیں کہ قادیان کا ذکر ہے میری شادی کے شاید ایک سال بعد کا۔ حضورؓ نماز پڑھ کر مسجد سے آ رہے تھے۔ حضرت امّاں جانؓ کے صحن میں کسی گاؤں کی ایک بوڑھی عورت آپؓ کے انتظار میں کھڑی تھی۔ آپؓ آئے تو اُس نے بات شروع کر دی۔ حضورؓ کھڑے ہوئے توجہ سے سنتے رہے۔ میری طبیعت خراب تھی۔ مَیں کھڑی نہ رہ سکی، پاس تخت پر بیٹھ گئی۔ جب وہ عورت بات ختم کر کے چلی گئی تو آپ نے فرمایا کہ تم کیوں بیٹھ گئی تھیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی ماننے والوں اور قربانی کرنے والوں میں سے ہیں، مَیں تو اُس کے احترام کے طور پر کھڑا ہو گیا اور تم بیٹھ گئیں۔ مَیں نے بتایا کہ میری طبیعت بہت خراب تھی۔ آپ نے فرمایا طبیعت خراب تھی تو تم چلی جاتیں۔ اس واقعہ سے آپؓ کی جماعت کے لوگوں سے محبت پر روشنی پڑتی ہے اور یہ بھی کہ آپ اصلاح اور تربیت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔

☆ امر واقعہ یہ ہے کہ کتاب ''گلہائے محبت'' اُس مطہر نفس کے شب و روز کی ڈائری ہے جس میں دن بھر ہمہ جہت عملی جہاد، اَنتھک مشقت اور ذہنی عرق ریزی میں مصروف رہنے کے بعد اُس کی راتیں اپنے ربّ کے حضور عاجزانہ گریہ وزاری میں گزرتی نظر آتی ہیں۔ بے شک سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کو اپنے ربّ کی آغوشِ رحمت میں محو استراحت ہوئے نصف صدی سے زائد عرصہ گزر چکا ہے لیکن اُن انمول یادوں کے سہارے زندگیاں بسر کر دینے والے ہزاروں انسان آج بھی روئے زمین پر موجود ہیں۔ آج بھی اُس پاک وجود کی یادیں اُس کے غلاموں کے دلوں میں ایک ایسا تلاطم پیدا کر دیتی ہیں جو اُن کی آنکھوں سے چھلک چھلک جاتا ہے۔ بہت سے ایسے بھی ہیں جو دل و جان سے اُس شفیق آقا پر فدا تھے اور اُسی کی سلگائی ہوئی عشقِ حقیقی کی لَو میں جلتے چلے جانے کے بعد وہ بھی اپنے محبوب حقیقی کے حضور حاضر ہو چکے ہیں۔ حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہ کا بابرکت وجود بھی اُنہیں میں سے ایک تھا۔ آپؒ خود بیان فرماتی ہیں: ''30 سال کا عرصہ اُن کے ساتھ گزارا۔ کہنے کو تیس سال تھے لیکن مَیں تو یہی کہوں گی:

روئے گُل سیر نہ دیدم کہ بہار آخر شُد
حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شُد

(ترجمہ: ابھی تو پھول کا جی بھر کے دیدار بھی نہ کر پائے تھے کہ موسمِ بہار ختم بھی ہو گیا۔ افسوس کہ پلک جھپکتے ہی صحبتِ یار ختم ہو گئی)''۔

اسی طرح حضورؓ کی وفات کے تقریباً ایک ہفتہ کے بعد حضرت سیّدہ چھوٹی آپاؒ نے اپنی ڈائری میں درج ذیل دو اشعار لکھے جو شاید آپؒ ہی کے ہیں:

چند ہی دن کی جدائی ہے یہ مانا لیکن
بدمزہ ہو گئے یہ دن بخدا تیرے بعد
یہ تمنّا ہے جدا ہو کے بھی خدمت میں رہوں
زندگی میری رہے وقفِ دعا تیرے بعد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی
تمام کتب (اردو و انگریزی)، سینکڑوں خطباتِ جمعہ و خطابات
اور ہزاروں دیگر دلچسپ مضامین پر مشتمل ویب سائٹ
khadimemasroor.uk

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی چند خوبصورت یادیں

(انتخاب از تحریرات حضرت سیّدہ مریم صدیقہ المعروف چھوٹی آپاؒ)

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی حرم محترم حضرت سیّدہ مریم صدیقہؒ کے حضورؓ کی سیرت سے متعلق چند مضامین ''گلہائے محبت'' کے نام سے شائع شدہ ہیں جنہیں مکرم غلام احمد فرخ صاحب نے مرتب کیا ہے۔ ان مضامین میں سے ایک انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

☆ گھریلو ماحول میں حضورِ اقدسؓ کے بے تکلّفانہ انداز معاشرت، حسِ مزاح، خدمت خلق اور دین کی خدمت کی تڑپ کی تصویر کشی کرتے ہوئے حضرت سیّدہ چھوٹی آپاؒ فرماتی ہیں: ایک دفعہ میرا اور حضور کا کھانا پکانے کا مقابلہ ہوا۔ کھانا تیار ہونے پر مَیں نے حضورؓ کو کہا کہ میری sauce آپ کی sauce سے زیادہ اچھی ہے۔ اس پر حضورؓ نے فرمایا کہ تم نے بالکل ٹھیک کہا۔ واقعی تمہاری ساس (حضرت امّاں جانؓ) میری ساس سے زیادہ اچھی ہیں۔

☆ اسی طرح ایک مرتبہ میرا اور حضورؓ کا دال پکانے کا مقابلہ ہوگیا۔ مَیں نے عام روایتی طریق سے دال پکائی لیکن حضورؓ نے مرغی کی یخنی میں دال پکائی جو ظاہر ہے بہت مزیدار تھی۔ جب کہا گیا کہ اس طرح تو ہم بھی بنا سکتے تھے تو حضورؓ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: تو پھر بنا لینی تھی!

☆ عام طور پر ہومیو یا دیسی طبیب اپنی دوائی کے ساتھ انگریزی دوائی کھانے سے منع کردیتے ہیں۔ لیکن حضورؓ کا یہ طریق نہ تھا۔ فرماتے تھے: سب کھاؤ جو طریقِ علاج پسند ہو۔ شفا تو اللہ تعالیٰ نے دینی ہے۔ اپنے سب بچوں کے متعلق خواہش تھی کہ طب اور ہومیو پیتھک طریقِ علاج سیکھیں، یہ خدمتِ خلق کا ذریعہ ہے۔ حکمت کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ سب کو سیکھنی چاہیے کیونکہ یہ ہمارا خاندانی علم ہے۔ مجھے کچھ عرصہ ہومیو پیتھک پڑھائی۔ اکثر مستورات دوائی لینے آتی رہتیں۔ ان کی علامات توجہ سے سنتے اور دوائی بتاتے۔ بعض دفعہ مصروف ہوتے تو مجھے ارشاد ہوتا کہ سب علامات نوٹ کرو پھر کتاب میں سے دوائی دیکھ کر مجھ سے مشورہ کرلو۔

☆ عطر بنانا آپؓ کا ایک محبوب شغل تھا۔ ناک کی حس اتنی تیز تھی کہ عطر سونگھ کر بتادیتے تھے کہ اس میں کیا اجزاء ہیں۔ ایک دفعہ فرمایا کہ مَیں دودھ کا گھونٹ پی کر بتاسکتا ہوں کہ بھینس نے کیا چارہ کھایا ہے۔

☆ زمیندارہ سے دلچسپی خاندانی چیز تھی۔ سب پیشوں میں سے آپ کو یہی پسند تھا اور اکثر اس کا اظہار فرماتے کہ میری خواہش ہے میرے بچے دین کی خدمت کریں اور ساتھ زمیندارہ کریں، آزاد پیشہ ہے، اس کے ساتھ خدمت دین کی طرف پوری توجہ دے سکتا ہے۔

☆ حضرت سیّدہ چھوٹی آپاؒ نے تربیت اولاد کے حوالہ سے بھی سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کے کئی اہم واقعات رقم کئے ہیں۔ مثلاً آپ لکھتی ہیں:

☆ کئی دفعہ انتہائی مصروفیت کے باوجود بچوں کو گود میں اُٹھا کر بہلاتے اور لوریاں دیتے۔ گلے سے لگا کر ٹہلتے ہوئے نہایت پیارے انداز میں نہایت خوبصورت آواز سے آپؓ یہ پڑھتے تھے:

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ آلِہٖ

یہ آپ کے محبوب اشعار تھے جو آپ گنگنایا کرتے تھے۔ گو اِن کے علاوہ اَور اشعار بھی پڑھتے مَیں نے سُنا ہے۔ آواز اتنی پیاری تھی کہ کیسا ہی بچہ رو رہا ہو، فوراً خاموش ہوجاتا تھا۔''

☆ اولاد سے باوجود انتہائی محبت کے اگر کوئی ایسی بات ملاحظہ فرماتے جس میں احمدیت کے لئے غیرت کا سوال ہوتا تو بے حد ناراض ہوتے۔

☆ گھر کے سب بچے بچیوں کی شادیاں بہت ہی سادگی سے ہوئیں، کبھی کوئی رسم وغیرہ نہیں ہوئی۔ ایک بچی نے سہیلیوں سے سنا کہ سہرا بھی کوئی چیز ہوتی ہے جو باندھتے ہیں۔ سہرا منگوالیا۔ حضورؓ کو پتہ چلا تو ناراض ہوئے کہ ہم نے تو دنیا کے لئے نمونہ بنانا ہے۔ پھر سہرا منگوایا اور باورچی خانہ کی طرف چلے کہ چولہے میں ڈال دیں۔ راستہ میں حضرت اُمّ المومنینؓ بیٹھی تھیں۔ اُن کے دریافت کرنے پر سارا واقعہ بتادیا۔ وہ فرمانے لگیں ''میاں شادی کا سامان تو سہاگ کی نشانی ہوتا ہے۔ جلاؤ نہ، پھینک دو''۔ چنانچہ آپؓ نے قینچی منگوا کر سہرا کتر کر پھینک دیا اور جہاں رسوم کو ترک کرنے کا سبق دیا وہاں یہ تربیت بھی کی کہ حضرت اُمّ المومنینؓ کا احترام کرتے ہوئے اُن کے فرمانے کے مطابق عمل کیا۔

☆ اسی طرح ایک دفعہ ایک بچی نے ایک بلاؤز خرید لیا اور یہ خیال نہ کیا کہ نیم آستین ہے۔ حضورؓ کو معلوم ہوا تو قینچی منگوا کر اُس بلاؤز کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔

☆ اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے بارہا یہ احساس ہوا کہ شریعت کی اس قدر پابندی کے ساتھ ساتھ دل کے حلیم وجود کو بنی نوع انسان کی ہمدردی بھی اتنا بے چین رکھتی تھی کہ اُس نے نہ صرف اپنے ماحول میں بسنے والے ہر ذی روح کے لئے اور اپنے علاقہ کے ہر کس و ناکس کیلئے بلکہ دنیا بھر میں پھیلی ہوئی مسیح محمدی کی جماعت کے ہر وجود کے لئے اپنی آغوشِ رحمت ہمیشہ وا کئے رکھی۔ چنانچہ کتاب کی زینت بہت سے واقعات اس امر کا ثبوت ہیں۔ حضرت چھوٹی آپاؒ بیان فرماتی ہیں:

☆ افرادِ جماعت آپؓ کو اپنی بیویوں، اپنے بچوں اور اپنے عزیزوں سے بہت زیادہ پیارے تھے۔ اُن کی خوشی سے آپؓ کو خوشی پہنچتی تھی اور اُن کے دکھ سے مَیں نے بارہا آپؓ کو کرب میں مبتلا ہوتے دیکھا۔

مصلح موعود کے متعلق پیشگوئی تھی کہ دل کا حلیم ہوگا۔ کارکنوں کے صحیح رنگ میں کام نہ کرنے پر اکثر ناراض بھی ہوئے، سزا بھی دی مگر مجھے معلوم تھا کہ ناراض ہوکر خود افسردہ ہوجاتے تھے۔ مجبوری کی وجہ سے سزا دیتے تھے کہ ان کو صحیح طریق پر اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی عادت پڑے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ کوئی کام وقت پر ختم نہ ہونے پر دفتر کے بعض کارکنوں کو ہدایت دی کہ جب تک (باقی صفحہ 15 پر)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اندازِ تربیت

(محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب)

خدا تعالیٰ کے مامورین اور انبیاء علیہم السلام اس لئے دنیا میں آتے ہیں تاکہ لوگ ان کو قبول کریں اور اپنی زندگیوں کو ان کی لائی ہوئی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔ اس غرض کیلئے خدا کے مامور خود بھی ان تعلیمات پر عمل کر کے ایمان لانے والوں کیلئے نمونہ پیش کرتے ہیں اور اپنے ماننے والوں سے امید کرتے ہیں کہ وہ اس نمونہ کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کریں گے۔ اس مقصد کے حصول کیلئے ضروری ہے کہ انبیاء کی زندگی کے حالات کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل ہوں۔ اسی اصول کے پیش نظر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے حضورؐ کے بارے میں چھوٹی سے چھوٹی بات بھی احادیث میں بیان کی ہے اور یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات زندگی بھی صحابہ نے جمع کئے اور آئندہ آنے والوں کے لئے زندگی کے مختلف پہلوؤں میں آپؑ کے نمونہ کو محفوظ کیا ہے۔

انسانی زندگی میں اولاد کی تربیت کی جو اہمیت ہے وہ ظاہر و باہر ہے اس اہمیت کے پیش نظر آج کے اس مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودات دربارہ تربیت اولاد اور خود حضور کا اپنا نمونہ پیش ہے۔ اس بارہ میں حضور نے ہمیں بہت واضح، اہم اور بنیادی ہدایات سے نوازا ہے اور خود ان پر عمل کر کے ہمارے لئے نمونہ پیش کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’میں لوگوں کی خواہش اولاد پر تعجب کیا کرتا ہوں۔ کون جانتا ہے اولاد کیسی ہوگی۔ اگر صالح ہو تو انسان کو دنیا میں کچھ فائدہ دے سکتی ہے اور پھر مستجاب الدعوات ہو تو عاقبت میں بھی فائدہ دے سکتی ہے۔ اکثر لوگ تو سوچتے ہی نہیں کہ ان کو اولاد کی خواہش کیوں ہے اور جو سوچتے ہیں وہ اپنی خواہش کو یہاں تک محدود رکھتے ہیں کہ ہمارے مال و دولت کا وارث ہو اور دنیا میں بڑا آدمی بن جائے۔ اولاد کی خواہش صرف اس نیت سے درست ہوسکتی ہے کہ کوئی ولد صالح پیدا ہو جو بندگانِ خدا میں سے ہو۔ لیکن جو لوگ آپ ہی دنیا میں غرق ہوں وہ ایسی نیت کہاں سے پیدا کر سکتے ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ خدا سے فضل مانگتا رہے تو اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 295)

نیز فرماتے ہیں کہ:

’’بہت سے لوگ ہیں جو اہل و عیال کا تہیا کرتے ہیں اور ان کے سارے ہم و غم اسی پر آ کر ختم ہو جاتے ہیں کہ ان کی اولاد ان کے بعد ان کے مال و اسباب اور جائیداد کی مالک اور جانشین ہو۔ اگر انسان اسی حد تک محدود ہے اور وہ خدا کے لئے کچھ بھی نہیں کرتا تو یہ جہنمی زندگی ہے۔ اس کو اس سے کیا فائدہ؟ جب یہ مر گیا تو پھر کیا دیکھنے آئے گا کہ اس کی جائیداد کا کون مالک ہوا ہے اور اس سے اس کو کیا آرام پہنچے گا۔ اس کا تو قصہ پاک ہو چکا اور یہ کبھی پھر دنیا میں نہیں آئے گا۔ اس لئے ایسے ہم و غم سے کیا حاصل جو دنیا میں جہنمی زندگی کا نمونہ ہے اور آخرت میں بھی عذاب دینے والا۔‘‘ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 598)

اس سلسلہ میں حضور نے ایک بنیادی بات یہ بیان فرمائی ہے کہ اولاد کی اچھی تربیت کے لئے کوشش اور جدوجہد اولاد کی پیدائش سے قبل شروع ہونی چاہیے اور اولاد کے پیدا ہونے کے بعد والدین کو خود اپنے اندر ایسی مثبت تبدیلی لانی چاہیے کہ بچے ان کو اپنے لئے ایک نمونہ بنائیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

’’انسان کو سوچنا چاہیے کہ اسے اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے؟ کیونکہ اس کو محض طبعی خواہش ہی تک محدود نہ کر دینا چاہیے کہ جیسے پیاس لگتی ہے یا بھوک لگتی ہے...... جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے، بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیات صالحات کی بجائے اس کا نام باقیات سیّآت رکھنا جائز ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خدا ترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں، تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہوگا جب تک کہ وہ اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذّاب ہے۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بناوے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہوگی کہ اس کو باقیات صالحات کا مصداق کہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد اول صفحہ 561,560)

اولاد کی خواہش ایک فطری امر ہے۔ لیکن حضور کے نزدیک دیگر جملہ فطری خواہشات اور تمناؤں کی طرح اولاد کی تمنا کو بھی خدا تعالیٰ کو خوش کرنے اور راضی کرنے کے ساتھ جوڑ دینا چاہیے اور اگر انسان اپنی اس تمنا کو خدا تعالیٰ کی رضا کے تابع لے آئے تو بعض اوقات خدا تعالیٰ معجزانہ طور پر بھی اولاد سے نواز دیتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کو باوجود بڑھاپے کے اللہ تعالیٰ نے اولاد سے نوازا۔ اس لئے اولاد کے طالب اگر اپنی اس فطری خواہش کو خدا کی مرضی کے تابع کر لیں تو خدا تعالیٰ ان کے ساتھ بھی یہی سلوک فرما سکتا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:

’’اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیت سے کرے وَاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا۔ پر نظر کر کے کرے کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جائے جو اعلاء کلمۃ الاسلام کا ذریعہ ہو۔ جب ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ زکریا کی طرح اولاد دے دے۔‘‘ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 579)

ضمناً اس موقعہ پر یہ بیان کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جیسا کہ حضور نے بیان فرمایا ہے کہ:

’’خدا تعالیٰ قادر ہے زکریا کی طرح اولاد دے دے‘‘ حضور کا یہ فرمان فقط منہ کی باتیں نہ تھیں بلکہ خود حضور کے صحابہؓ کی زندگی میں یہ بات پوری ہوئی اور خدا

تعالیٰ نے اپنی قدرت کے جلوے دکھائے جس طرح اس نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا پر اپنی قدرت کا جلوہ دکھایا تھا۔

چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے حضرت منشی عطاء محمد صاحب پٹواری کا واقعہ بیان فرمایا ہے کہ ان کی تین بیویاں تھیں اور شادیوں پر کئی سال گزرنے کے باوجود اولاد کسی سے بھی نہ ہوئی تھی۔ انہوں نے حضور کی خدمت میں خط لکھا کہ میں چاہتا ہوں کہ میری بڑی بیوی کے بطن سے لڑکا پیدا ہو۔ جواب میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے تحریر فرمایا کہ حضور نے دعا کی ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو ''فرزندارجمند۔ صاحب اقبال خوبصورت لڑکا جس بیوی سے آپ چاہتے ہیں عطا کرے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ آپ زکریا والی توبہ کریں۔''

منشی صاحب کہتے ہیں میں ان دنوں سخت بے دین اور شرابی کبابی راشی مرتشی تھا۔ ایک احمدی بزرگ سے میں نے پوچھا کہ زکریا والی توبہ کیسی ہوتی ہے انہوں نے کہا بے دینی چھوڑ دو۔ حلال کھاؤ۔ نماز روزہ کے پابند ہو جاؤ اور مسجد میں زیادہ آیا جایا کرو۔ وہ کہتے ہیں میں نے یہ سب چیزیں چھوڑ دیں اور نماز روزہ کا پابند ہو گیا۔ چار پانچ ماہ کا عرصہ گزرا تھا میں ایک روز گھر گیا تو اپنی بڑی بیوی کو دیکھا وہ رو رہی تھی۔ وہ کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے تو اس نے کہا کہ پہلے تو یہی مصیبت تھی کہ میرا بچہ نہیں ہوتا اور اسی وجہ سے آپ میری دو سوکنوں کو لے آئے اب تو بالکل ہی امید ختم ہو گئی ہے کہ میرے حیض آنا ہی بند ہو گئے ہیں۔ کہتے ہیں میں نے دائی کو بلایا کہ وہ بیوی کو دیکھے تو اس نے دیکھ کر کہا کہ میں تجھے ہاتھ بھی نہیں لگاتی نہ دوائی دونگی کیونکہ مجھے تو لگتا ہے کہ تیرے اندر خدا بھول گیا ہے یعنی بانجھ ہونے کے باوجود تیرے پیٹ میں تو لگتا ہے کہ بچہ ہے۔ منشی صاحب کہتے ہیں میں نے بیوی کو بتایا کہ میں نے مرزا صاحب سے دعا کرائی تھی مزید کہتے ہیں کچھ عرصہ بعد ہی حمل کے پورے آثار ظاہر ہو گئے وہ کہتے ہیں میں نے سب لوگوں کو بتانا شروع کر دیا کہ اب دیکھ لینا میرے لڑکا پیدا ہوگا اور ہوگا بھی خوبصورت لوگ میری بات پر تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر ایسا ہوا تو واقعی بڑی کرامت ہوگی۔ آخر ایک رات لڑکا پیدا ہوا اور خوبصورت بھی تھا۔ یہ لڑکا جس کا نام عبدالحق تھا جوان ہوا، بوڑھا ہوا اور ایک کامیاب کامران زندگی گزار کر بڑھاپے میں فوت ہوا۔

(ملخص سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر 241 صفحہ 221-220)

اسی بات کو آپؑ آگے چل کر یوں بیان فرماتے ہیں کہ:

''غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ دین کی خادم ہو۔ اسی طرح بیوی کرے تا کہ اس سے کثرت سے اولاد پیدا ہو اور وہ اولاد دین کی سچی خدمت گزار ہو اور نیز جذباتِ نفس سے محفوظ رہے...... اس صورت میں اگر مال بھی چھوڑتا ہے اور جائیداد بھی اولاد کے واسطے چھوڑتا ہے تو ثواب ملتا ہے لیکن اگر صرف جانشین بنانے کا خیال ہے اور اس نیت سے سب ہم و غم رکھتا ہے تو پھر گناہ ہے۔ اس قسم کے قصور اور کسریں ہوتی ہیں جن سے تاریکی میں ایمان رہتا ہے۔ لیکن جب ہر حرکت و سکون خدا ہی کے لئے ہو جاوے تو ایمان روشن ہو جاتا ہے۔ اور یہی غرض ہر مومن کی ہونی چاہیے کہ ہر کام میں اس کے خدا ہی مدنظر ہو۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 600)

ایک دوست کو جن کا بیٹا چند روز بیمار رہ کر فوت ہو گیا تھا۔ نصیحت کرتے ہوئے حضور نے ایک عجیب نکتہ بیان فرمایا۔ فرماتے ہیں:

''نیت صحیح پیدا کرنی چاہیے ورنہ اولاد ہی عبث ہے۔ دنیا میں ایک بے معنی رسم چلی آتی ہے کہ لوگ اولاد مانگتے ہیں اور پھر اولاد سے دکھ اٹھاتے ہیں۔ دیکھو حضرت نوح کا لڑکا تھا کس کام آیا؟ اصل بات یہ ہے کہ انسان جو اس قدر مرادیں مدنظر رکھتا ہے اگر اس کی حالت اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہو تو خدا اس کی مرادوں کو خود پوری کر دیتا ہے اور جو کام مرضی الٰہی کے مطابق نہ ہوں ان میں انسان کو چاہیے کہ خود خدا کے ساتھ موافقت کرے۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 295)

دوسری بنیادی بات جو حضور کے طریق تربیت میں نمایاں نظر آتی ہے اور جس کی طرف آپ نے بار بار ہمیں توجہ دلائی ہے وہ یہ ہے کہ والدین کے لئے ضروری ہے کہ وہ باقاعدگی اور التزام کے ساتھ اپنے بچوں کے لئے دُعا کرتے رہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

''میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دُعا نہیں کرتا۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 562)

پھر فرماتے ہیں:

''والدین کی دُعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے...... میں التزاماً چند دُعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔ اوّل اپنے نفس کے لئے دُعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔ دوم پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دُعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ عین عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔ سوم پھر اپنے بچوں کے لئے دُعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 309)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کس طرح اپنی اولاد کے لئے دعائیں کرتے تھے اس کا ایک نمونہ ہمیں آپ کی ان نظموں میں نظر آتا ہے جو محمود کی آمین اور بشیر احمد، شریف احمد اور مبارکہ کی آمین کے نام سے جماعت میں متعارف ہیں اور جماعتی اور انفرادی تقریبات میں پڑھی جاتی ہیں۔ محمود کی آمین میں اپنے بچوں کا ذکر کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں:

سب کام تو بنائے ، لڑکے بھی تجھ سے پائے
سب کچھ تری عطا ہے ، گھر سے تو کچھ نہ لائے
تو نے ہی میرے جانی! خوشیوں کے دن دکھائے
یہ روز کر مبارک سبحٰن من یرانی
کر ان کو نیک قسمت ، دے ان کو دین و دولت
کر ان کی خود حفاظت ، ہو ان پہ تیری رحمت
دے رُشد اور ہدایت اور عمر اور عزت
یہ روز کر مبارک سبحٰن من یرانی
اے میرے بندہ پرور! کر ان کو نیک اختر
رتبہ میں ہوں یہ برتر اور بخش تاج و افسر
تو ہے ہمارا رہبر ، تیرا نہیں ہے ہمسر
یہ روز کر مبارک سبحٰن من یرانی
شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو
جاں پُر زِ نُور رکھیو دل پر سرور رکھیو

ان پر میں تیرے قرباں رحمت ضرور رکھیو
یہ روز کر مبارک سبحٰن من یرانی

یہ تینوں تیرے بندے رکھیو نہ ان کو گندے
کر ان سے دور یا ربّ! دنیا کے سارے پھندے
چنگے رہیں ہمیشہ ، کریو نہ ان کو مندے
یہ روز کر مبارک سبحٰن من یرانی

اے میرے دل کے پیارے! اے مہرباں ہمارے!
کر ان کے نام روشن جیسے کہ ہیں ستارے
یہ فضل کر کہ ہوویں نیکو گہر یہ سارے
یہ روز کر مبارک سبحٰن من یرانی

اے واحد و یگانہ! اے خالق زمانہ!
میری دعائیں سن لے اور عرضِ چاکرانہ
تیرے سپرد تینوں ، دیں کے قمر بنانا
یہ روز کر مبارک سبحٰن من یرانی

یہ تینوں تیرے چاکر ہوویں جہاں کے رہبر
یہ ہادیٔ جہاں ہوں ، یہ ہوویں نور یکسر
یہ مرجعِ شہاں ہوں ، یہ ہوویں مہر انور
یہ روز کر مبارک سبحٰن من یرانی

اہلِ وقار ہوویں ، فخرِ دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں ، مولیٰ کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں ، اک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک سبحٰن من یرانی

بشیر احمد، شریف احمد اور مبارکہ کی آمین میں اپنے بچوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں:

نجات ان کو عطا کر گندگی سے
برات ان کو عطا کر بندگی سے
رہیں خوشحال اور فرخندگی سے
بچانا اے خدا! بد زندگی سے
وہ ہوں میری طرح دیں کے منادی
فَسُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَخۡزَی الۡاَعَادِیۡ

عیاں کر ان کی پیشانی پہ اقبال
نہ آوے ان کے گھر تک رُعبِ دجّال
بچانا ان کو ہر غم سے بہر حال
نہ ہوں وہ دکھ میں اور رنجوں میں پامال
یہی امید ہے دل نے بتا دی
فَسُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَخۡزَی الۡاَعَادِیۡ

دعا کرتا ہوں اے میرے یگانہ!
نہ آوے ان پہ رنجوں کا زمانہ
نہ چھوڑیں وہ ترا یہ آستانہ
مرے مولیٰ! انہیں ہر دم بچانا
یہی امید ہے اے میرے ہادی
فَسُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَخۡزَی الۡاَعَادِیۡ

نہ دیکھیں وہ زمانہ بے کسی کا
مصیبت کا ، اَلم کا ، بے بسی کا
یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا
بشارت تو نے پہلے سے سنا دی
فَسُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَخۡزَی الۡاَعَادِیۡ

تیسری بنیادی بات جو حضرت اقدس علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ بچوں کی تربیت کے لئے بچپن سے ہی مناسب اقدام کرنے چاہئیں۔ چنانچہ بچپن کے زمانے میں ہی اولاد کی تربیت کا خیال رکھنے کے سلسلے میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’دینی علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے۔ جب داڑھی نکل آئی تب ضَرَبَ یَضْرِبُ یاد کرنے بیٹھے تو کیا خاک ہوگا۔ طفولیت کا حافظہ تیز ہوتا ہے۔ انسانی عمر کے کسی دوسرے حصہ میں ایسا حافظہ کبھی بھی نہیں ہوتا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ طفولیت کی بعض باتیں تو اب تک یاد ہیں لیکن پندرہ برس پہلے کی اکثر باتیں یاد نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی عمر میں علم کے نقوش ایسے طور پر اپنی جگہ کر لیتے ہیں اور قویٰ کے نشوونما کی عمر ہونے کے باعث ایسے دلنشیں ہو جاتے ہیں کہ پھر ضائع نہیں ہو سکتے۔‘‘ (ملفوظات جلد اول صفحہ 44)

نیز فرمایا:

’’تعلیمی طریق میں اس امر کا لحاظ اور خاص توجہ چاہیے کہ دینی تعلیم ابتداء سے ہی ہو اور میری ابتداء سے یہی خواہش رہی ہے اور اب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرے...... اگر مسلمان پورے طور پر اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہ کریں گے تو میری بات سُن رکھیں کہ ایک وقت ان کے ہاتھ سے بچے بھی جاتے رہیں گے۔‘‘ (ملفوظات جلد اول صفحہ 44-45)

ابتدائی ایام میں دعویٰ سے قبل جب حضور علیہ السلام اتنے مصروف نہ ہوئے تھے خود بچوں کو پڑھاتے اور تعلیم دیتے تھے چنانچہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب اپنے بچپن اور جوانی کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ اس زمانے کے دستور کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی ان کو ابتدائی طور پر لکھنا پڑھنا سکھایا اور فارسی کی بعض کتب مثلاً تاریخ فرشتہ، گلستان، بوستان، نحو اور منطق کے ابتدائی رسالے درساً پڑھائے تھے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ میں کتابیں سرہانے رکھ کر سو جایا کرتا تھا بہت محنتی نہ تھا۔ سبق سمجھ لیا کچھ یاد بھی رکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میرا پہلا سبق بھی سنا کرتے تھے میں بھول بھی جاتا مگر یہ کبھی نہیں ہوا کہ پڑھنے کے متعلق مجھ سے ناراض ہوئے ہوں یا مجھے مارا ہو۔ مزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ناراضگی صرف دینی

معاملات میں ہوتی تھی۔

(سیرت المہدی حصہ اول روایت نمبر 186۔ سیرت حضرت مسیح موعودؑ مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 377)

تربیت اولاد کے لیے بچوں کے جن سے تعلقات ہوں ان پر نظر رکھنا بھی بہت ضروری امر ہے۔ حضرت اقدسؑ اس بارہ میں فرماتے ہیں:

"اگر تم اپنے بچوں کو عیسائیوں، آریوں اور دوسروں کی صحبت سے نہیں بچاتے یا کم از کم نہیں بچانا چاہتے تو یاد رکھو کہ نہ صرف اپنے اوپر بلکہ قوم پر اور اسلام پر ظلم کرتے اور بہت بڑا بھاری ظلم کرتے ہو۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ گویا تمہیں اسلام کے لئے کچھ غیرت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت تمہارے دل میں نہیں۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 45)

چنانچہ حضرت اقدسؑ نہ صرف یہ کہ اپنے بچوں کی طرف بہت توجہ فرماتے تھے تاکہ ان کی تربیت میں کسی قسم کی کمی نہ رہ جائے بلکہ ان کے دوستوں سے بھی ویسا ہی سلوک کرتے تھے۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ آپ کی سیرت مبارکہ کے اس پہلو پر یوں روشنی ڈالتے ہیں کہ:

مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ صاحبزادگان کے ساتھ کھیلنے والے بچوں کے ساتھ بھی اسی طرح کا سلوک فرمایا کرتے جیسے اپنے بچوں سے شفقت فرماتے۔

ایک روز آپؑ نے ہنس کر ایک واقعہ بیان فرمایا کہ فلاں لڑکا جو آج کل افریقہ میں ملازم ہے اور ان ایام میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت اقدس کے گھر میں رہا کرتا تھا کیونکہ اس کا باپ لنگر خانہ میں کام کرتا تھا۔ حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب یا شریف احمد صاحب دونوں میں سے کسی ایک سے کہہ رہا تھا کہ ہمارا باپ تو ہم کو بہت سے آم دیتا ہے۔ صاحبزادہ صاحب موصوف نے حضرت اقدس سے کہا (ان ایام میں آم آئے ہوئے تھے اور حضرت اقدسؑ بچوں کو خود تقسیم فرمارہے تھے) حضرت اقدسؑ بہت ہنسے اور بہت سے آم صاحبزادہ صاحب کو دیئے۔ آپ کی غرض یہ تھی کہ وہ اپنے ہم جولیوں میں اچھی طرح تقسیم کریں۔ یہ تو ان کے ہاتھ سے دلائے۔ اور خود ان سب کو جو ساتھ ہوتے برابر حصہ دیتے اور وہ حضرت کے گھر میں ایک شاہانہ زندگی بسر کرتے۔

عام سلوک میں حضرت اقدس کو کبھی کسی سے بھی فرق نہ ہوتا۔ کھانے پینے کے لئے برابر پوری آزادی اور فراغت حاصل تھی۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 372,371 مؤلفہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی)

حضرت اقدس علیہ السلام کے اپنے بچوں کے ساتھ محبت وشفقت اور ان کی بیماری کے دوران ان کے ساتھ حسن سلوک کے متعلق حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی لکھتے ہیں:

"حضرت مسیح موعودؑ کی شفقت اور لطف اپنی اولاد کے ساتھ مخصوص نہ تھا۔ بلکہ عام طور پر تمام بچوں کے ساتھ تھا۔ جماعت کے کسی فرد کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو آپ بہت خوش ہوتے اور اکثر ان کے نام آپ خود تجویز فرمایا کرتے ...... مدرسہ کے غریب سے غریب طالب علم کی بیماری پر بھی آپ کا وہ جوش ہمدردی مشاہدہ کیا گیا ہے جو کہ کم لوگوں کو اپنی اولاد کے لئے بھی نصیب ہوتا ہوگا۔ آپ بار بار اضطراب سے پھرتے اور دعا مانگتے تھے۔ اور بار بار حالات پوچھتے تھے۔ اور اس کی صحت پر آپ کو ایسی خوشی ہوتی جیسے کسی اپنے بچہ کی صحت پر۔ ایسے بہت سے واقعات ہیں۔ عبدالکریم صاحب حیدر آبادی اور میاں عبدالرحیم خان صاحب خالد بیرسٹر ایٹ لاء اس شفقت کے اعجازی نشان ہیں۔" (سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 386)

تربیت کے ضمن میں حضور کس طرح چھوٹی چھوٹی بات کا خیال رکھتے اور اس کی طرف توجہ فرماتے تھے اس بارے میں چند واقعات پیش ہیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اپنے بچپن کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ نے اپنے ساتھ کھیلنے والے لڑکے کو مرزا نظام دین صاحب کے مکان کی طرف اشارہ کر کے بتایا "دیکھو وہ نظام دین کا مکان ہے"۔

اس پر حضور نے حضرت میاں صاحب کو فوراً ٹوک دیا اور فرمایا:

"میاں آخر وہ تمہارا چچا ہے۔ اس طرح نام نہیں لیا کرتے"۔

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 28 روایت نمبر 38)

یاد رہے کہ مرزا نظام دین صاحب حضور کے چچازاد بھائی تھے لیکن دعویٰ کے بعد سے جانی دشمن ہوگئے تھے اور حضور کو تنگ کرنے اور تکلیف پہنچانے میں ہمہ وقت کوشاں رہتے تھے۔

پھر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا ہی ایک واقعہ ہے۔ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے مسجد میں آگئے اور حضرت اقدس کے پاس آکر بیٹھ گئے اور اپنے لڑکپن کے باعث کسی بات کے یاد آجانے پر دبی آواز سے کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ حضور نے فرمایا کہ "مسجد میں ہنسنا نہ چاہیے"۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ مولفہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 367)

ایک اور واقعہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ حضرت سیدہ امۃ الحفیظؓ کے بارے میں بیان فرماتی ہیں کہ:

جب کہ وہ ابھی بالکل چھوٹی تھیں کسی جاہل خادمہ سے ایک گالی سیکھ لی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے دہرا دی۔ حضور نے سخت خفگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ "اس چھوٹی عمر میں جو الفاظ زبان پر چڑھ جاتے ہیں وہ دماغ میں محفوظ بھی رہ جاتے ہیں اور بعض دفعہ انسان کی زبان پر مرتے وقت جاری ہو جاتے ہیں۔ بچے کو فضول بات ہرگز نہیں سکھانی چاہیے۔" (تحریرات مبارکہ صفحہ 290-289)

آپ مزید بیان فرماتی ہیں:

"مجھے دعاؤں پر آپ کا بے حد زور دینا یاد آتا ہے۔ معلوم ہوتا تھا کہ یہ بھی آپ کے مشن کا ایک خاص اور اہم رکن ہے مجھے اکثر فرمایا کہ جب رات کو آنکھ کھلے دعا کیا کرو۔ تمہاری تہجد ہو جائے گی۔ اب تک جب کروٹ لوں آنکھ ذرا کھلے تو دعائیں اسی بچپن کی عادت کے مطابق میری زبان پر ہوتی ہیں۔"

(تحریرات مبارکہ صفحہ 218,217)

اپنے بچپن کے زمانہ کا تذکرہ کرتے ہوئے آپؓ نے تحریر فرمایا:

"جب میں چھوٹی سی لڑکی تھی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی بار فرمایا کہ میرے ایک کام کے لئے دعا کرو یاد دعا کرنا۔ ذرا غور کرو کہاں وہ ہستی برگزیدہ عالی شان اور کہاں میں۔ مگر آپ مجھے دعا کو کہتے ہیں۔ یہ اس لئے ہوتا تھا کہ بچوں کے ذہن نشین ہو جائے کہ ہم نے بھی دعائیں کرنی ہیں اور تا دعاؤں کی عادت پڑے اور بچے جان لیں کہ اللہ کا درِ رحمت کھلا ہے۔ مانگو گے تو پاؤ گے۔ یہ آپ کی تربیت تھی دعا کے متعلق۔" (تحریرات مبارکہ صفحہ 66-67)

ایک اور جگہ لکھتی ہیں:

’’میں بچہ تھی بالکل چھوٹی جب بھی آپ نے مجھے کہا اور شاید کئی بار کہ جب تم آنکھ کھلے کروٹ لیتی ہو اس وقت ضرور دعا کر لیا کرو میں اٹھ نہ سکوں بیمار ہوں کچھ ہو یہ عادت میری اب تک قائم ہے۔ دعا کرتے کرتے درود پڑھتے پڑھتے نیند آجاتی ہے پھر آنکھ کھلے تو وہی سلسلہ۔‘‘ (تحریرات مبارکہ صفحہ 270)

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے حضور علیہ السلام بچوں کو بھی دعا کرنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے اسی طرح حضور بچوں کی خوابوں کو بھی سنجیدگی سے سنا کرتے تھے۔ بلکہ بعض اوقات ضروری سمجھتے تو نوٹ بھی فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے جلسہ سالانہ 1914ء کے خطاب میں اپنی ایک رؤیا کا ذکر فرمایا جو حضور علیہ السلام نے اپنی الہاموں کی کاپی میں نوٹ کر لی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

’’جس رات کو میں نے یہ رؤیا دیکھی اسی صبح کو حضرت والد ماجد کو سنایا آپ سن کر نہایت متفکر ہوئے اور فرمایا کہ مسجد سے مراد تو جماعت ہوتی ہے شاید میری جماعت کے کچھ لوگ میری مخالفت کریں یہ رؤیا مجھے لکھوا دے۔ چنانچہ میں لکھواتا گیا اور آپ اپنی الہاموں کی کاپی میں لکھتے گئے۔ پہلے تاریخ لکھی پھر یہ لکھا کہ محمود کی رؤیا۔‘‘ (برکات خلافت انوار العلوم جلد 2 صفحہ 181)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک رؤیا حضور کی خدمت میں بیان کی تو حضور علیہ السلام نے اس رؤیا کو توجہ سے سنا اور نوٹ کیا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت تھی کہ ہر شخص کی خواب توجہ سے سنتے تھے اور بسا اوقات نوٹ بھی فرما لیتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب...... مسجد کے نیچے کا راستہ دیوار کھینچ کر بند کر دیا تھا اور احمدیوں کو سخت تکلیف کا سامنا تھا اور آپ کو مجبوراً قانونی چارہ جوئی کرنی پڑی تھی۔ (اس موقعہ کے علاوہ کبھی آپ نے کسی کے خلاف خود مقدمہ دائر نہیں کیا) میں نے خواب دیکھا کہ وہ دیوار گرائی جا رہی ہے اور میں اس کے گرے ہوئے حصے کے اوپر سے گزر رہا ہوں۔ میں نے آپ کے پاس بیان کیا آپ نے بڑی توجہ سے سنا اور نوٹ کر لیا۔ اس وقت میں بالکل بچہ تھا۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 23 روایت نمبر 30)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی ایک اور رؤیا کا بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یکم اپریل 1905ء کو ذکر فرمایا تھا اور وہ رؤیا حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی رؤیا کی تشریح بتائی تھی اس تاریخ کی ڈائری میں درج ہے۔ صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب نے اپنا ایک رؤیا سنایا کہ پیر منظور محمد صاحب کہتے ہیں کہ نصرت الحق پورا ہو گیا ہے اور چھپ گیا ہے۔ یہ خواب صاحبزادہ میاں شریف احمد کے خواب کی تشریح ہے۔ میاں شریف احمد صاحب نے یکم اپریل 1905ء کو خواب دیکھا تھا کہ قیامت آگئی ہے اور لوگ آسمان کی طرف اڑ کر جا رہے ہیں۔ اور دیکھا کہ ایک طرف بہشت ہے اور ایک طرف دوزخ ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ بہشت تمہارے لئے ہے مگر ابھی جانے کا حکم نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی رؤیا کی تشریح صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب کی رؤیا کو بتایا اور فرمایا کہ ’’یہ قیامت نصرت الحق ہے۔ یہ براہین جلد پنجم سے مراد ہے۔ غرض آپ بچوں کے خوابوں کو محض بچے سمجھ کر نظر انداز نہ فرماتے تھے۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی عرفانیؓ جلد سوم صفحہ 388 تا 389)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے اپنی ایک خواب کا تذکرہ فرمایا ہے جو حضور کے استفسار پر انہوں نے حضور کی خدمت میں عرض کی اور حضور نے اپنی الہامات والی کاپی میں نوٹ کی۔ (تحریراتِ مبارکہ صفحہ 55)

اسی طرح حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ تحریر فرماتی ہیں:

خواب مجھ سے آپ اکثر پوچھتے بھی اور خود سناتی جب بھی سرسری کبھی نہیں سنا کہ بچہ کی بات ہے بلکہ بڑی توجہ فرما کر سنا اور تعبیر سنا کر دل کو خوش بھی کیا کوئی ظاہری پورا کر دینے کا پہلو ہوا تو اس کو ضرور اسی صورت میں پورا کیا۔

آپؓ مزید فرماتی ہیں:

’’آپؑ نے مجھے کہا کہ ایک خاص بات ہے۔ دعا کرو، رات کو دو نفل پڑھو۔ دعا کرو کہ جو معاملہ میرے دل میں ہے اس کے متعلق تم کو کچھ اشارہ ہو جائے۔ میں نے دعا کی اور اسی شب خواب دیکھا۔ آپؑ کو سنایا...... کہ حضرت خلیفہ اوّل مستانہ وار چھت پر بیٹھے ہیں ہاتھ میں ایک کتاب ہے کہتے ہیں اس میں وہ الہام ہیں جو میرے متعلق ہیں اور سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور کہا میں ابوبکر ہوں۔ خواب چھپ چکا ہے۔ آپؑ نے مجھے پوچھا۔ آپؑ ٹہل رہے تھے۔ میں نے کہا میں نے تو مولوی صاحب کو اس طرح دیکھا ہے، انہوں نے کہا کہ ’میں ابوبکر ہوں‘۔ آپؑ نے ایسے الفاظ فرمائے کہ جیسے جو دعا کی تھی اُسی کا جواب ہے۔‘‘ (تحریرات مبارکہ صفحہ 259)

حضور علیہ السلام کا یہ طریق صرف اپنی اولاد تک محدود نہ تھا بلکہ کسی بھی بچہ کی خواب اگر آپ کے سامنے بیان کی جاتی اور اگر وہ کوئی پیغام اپنے اندر رکھتی تو حضور اسے نوٹ فرما لیتے تھے اور اس کی تعبیر فرماتے اور اگر اس کے کسی حصہ پر عمل کی ضرورت سمجھتے تو عمل بھی فرماتے۔ چنانچہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی اس ضمن میں تحریر فرماتے ہیں:

جب آپ 1905ء کے زلزلہ عظیمہ کے بعد باغ میں تشریف لے گئے تو مکرمی حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے بڑے لڑکے منظور صادق نے ایک رؤیا دیکھی کہ بہت سے بکرے ذبح کئے جا رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس خواب کو سن کر اپنے خاندان کے ہر فرد کی طرف سے ایک ایک بکرا ذبح کیا۔ اور آپ کی اتباع میں ہر شخص نے جو مقدرت رکھتا تھا۔ ہر ممبر خاندان کی طرف سے ایک ایک یا کل خاندان کی طرف سے ایک ہی بکرا ذبح کیا۔ اور اس قسم کی قربانیوں سے خون کی ایک نالی جاری ہو گئی تھی۔ کم از کم ایک سو بکرا ذبح ہوا ہوگا۔

حضور علیہ السلام بچوں کی رؤیا سننے کی حکمت بیان کرتے ہوئے بعض اوقات فرماتے کہ بچوں کا نفس ذکیہ ہوتا ہے اس لئے ان کی خوابیں بھی صحیح ہوتی ہیں۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ مولفہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی صفحہ 387)

نیز یہ بھی فرمایا کہ:

’’مومن کبھی رؤیا دیکھتا ہے اور کبھی اس کی خاطر کسی اور کو دکھاتا ہے۔ ہم نے اس کی تعمیل میں 14 بکرے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ سب جماعت کو کہہ دو کہ جس جس کو استطاعت ہے قربانی کر دے۔‘‘ (اخبار البدر 13/ اپریل 1905ء صفحہ 02)

(جاری ہے)

اصحابِ احمدؑ کا تعلق باللہ

قسط دوم

(محمود احمد ملک)

باب دوم:

''اصحاب احمد کا تعلق باللہ'' بزبان حضرت مسیح موعودؑ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی متعدد کتب میں اپنے مخلص اصحاب کا نہایت محبت سے ذکر کرتے ہوئے اُن کی عبادات، تقویٰ اور تعلق باللہ کو خصوصیت سے بیان فرمایا۔ ایک جگہ فرمایا:

''مَیں دیکھتا ہوں کہ میری بیعت کرنے والوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے۔۔۔۔ مَیں اکثر کو دیکھتا ہوں کہ سجدے میں روتے اور تہجد میں تضرّع کرتے ہیں ناپاک دل کے لوگ ان کو کافر کہتے ہیں اور وہ اسلام کا جگر اور دل ہیں۔''

(انجام آتھم ۔ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 315)

حضور علیہ السلام نے جن صحابہ کرام کے تعلق باللہ کو بیان کرتے ہوئے اُن کے اخلاص، قربانیوں اور تقویٰ پر روشنی ڈالی ہے ان میں سرفہرست حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی ذات گرامی ہے جن کے بارے میں حضور علیہ السلام اپنی کتاب ''آئینہ کمالات اسلام'' کے عربی حصہ میں فرماتے ہیں:

(ترجمہ) ''اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دعا کو قبول کیا اور ربّ العالمین کی رحمت نے جوش مارا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا جو میرے مددگاروں کی آنکھ ہے اور اُن مخلص دوستوں کا خلاصہ ہے جو دین کے بارے میں میرے دوست ہیں۔ اس کا نام نورانی صفات کی طرح نورالدین ہے۔۔۔ اور جب وہ میرے پاس آیا اور مجھ سے ملا اور میری نظر اُس پر پڑی تو مَیں نے اس کو دیکھا کہ وہ میرے ربّ کی آیات میں سے ایک آیت ہے اور مجھے یقین ہو گیا کہ میری اسی دعا کا نتیجہ ہے''۔

حضور علیہ السلام کے الفاظ ''وہ میرے ربّ کی آیات میں سے ایک آیت ہے'' بلاشبہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے غیرمعمولی تعلق باللہ کے آئینہ دار ہیں اور اس کی اَن گنت مثالیں آپؓ کی سوانح حیات ''مرقات الیقین'' کی زینت ہیں۔ اسی طرح حضرت اقدسؑ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی بیان فرمودہ تفسیر کو آسمانی تفسیر بیان فرمایا اور اس سے استفادے کی تلقین فرمائی۔ نیز اس خواہش کا بھی اظہار فرمایا کہ کاش جماعت کا ہر فرد ''نورالدین'' بن جائے، فرمایا ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

☆... حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ شہید کے بارے میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا دلائل کے ساتھ دنیا میں شائع ہوا تو خوست علاقہ حدود کابل میں ایک بزرگ تک، جن کا نام اخوندزادہ مولوی عبداللطیف ہے کسی اتفاق سے میری کتابیں پہنچیں۔۔۔ چونکہ وہ بزرگ نہایت پاک باطن اور اہل علم اور اہل فراست اور خداترس اور تقویٰ شعار تھے اس لئے ان کے دل پر ان دلائل کا قوی اثر ہوا اور ان کو اس دعویٰ کی تصدیق میں کوئی دقّت پیش نہ آئی۔۔۔۔ اس بزرگ مرحوم میں نہایت قابل رشک یہ صفت تھی کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتا تھا۔ اور درحقیقت ان راستبازوں میں سے تھا جو خدا سے ڈر کر اپنے تقویٰ اور اطاعت الٰہی کو انتہاء تک پہنچاتے ہیں۔ اور خدا کے خوش کرنے کے لئے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنی جان اور عزت اور مال کو ایک ناکارہ خس وخاشاک کی طرح اپنے ہاتھ سے چھوڑ دینے کو تیار ہوتے ہیں۔ اس کی ایمانی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر مَیں اس کو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو مَیں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو۔''

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20۔ مطبوعہ لندن صفحہ 2 تا 10)

ایک اور مقام پر آپؓ کے تعلق باللہ سے متعلق حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ بزرگ معمولی انسان نہیں تھا۔۔۔ لیکن بااینہمہ کمال یہ تھا کہ بے نفسی اور انکسار میں اس مرتبہ تک پہنچ گئے تھے کہ جب تک انسان فنا فی اللہ نہ ہو یہ مرتبہ نہیں پا سکتا۔''

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20۔ مطبوعہ لندن صفحہ 46-47)

☆... حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تعلق باللہ اور محبت الٰہی کے ضمن میں درجنوں اصحاب کا تذکرہ فرمایا ہے۔ مثلاً حضرت حکیم فضل دین صاحب بھیرویؓ کا ذکر یوں فرماتے ہیں:

''حِبّی فی اللہ حکیم فضل دین صاحب بھیروی۔ حکیم صاحب اخویم مولوی حکیم نورالدین کے دوستوں میں سے ان کے رنگ اخلاق سے رنگین اور بہت بااخلاص آدمی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ ان کو اللہ اور رسول سے سچی محبت ہے اور اسی وجہ سے وہ اس عاجز کو خادم دین دیکھ کر حبّ لِلّٰہ کی شرط بجا لا رہے ہیں۔۔۔۔ ان کی فراست نہایت صحیح ہے۔ وہ بات کی تہہ تک پہنچتے ہیں اور ان کا خیال ظنون فاسدہ سے مصفّٰی اور مزکّٰی ہے۔''

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 536)

☆... اسی طرح حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''حِبّی فی اللہ نواب محمد علی خان صاحب رئیس خاندان ریاست مالیر کوٹلہ قادیان میں جب وہ ملنے کے لئے آئے تھے اور کئی دن رہے، پوشیدہ نظر سے دیکھتا رہا ہوں کہ التزام ادائے نماز میں ان کو خوب اہتمام ہے اور صلحاء کی طرح توجہ اور شوق سے نماز پڑھتے ہیں اور منکرات اور مکروہات سے بالکل مجتنب ہیں۔''

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 526)

☆... پھر حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ یوں فرماتے ہیں:

"حبی فی اللہ منشی ظفر احمد صاحب۔ یہ جوان صالح، کم گو اور خلوص سے بھرا دقیق فہم آدمی ہے۔ استقامت کے آثار و انوار اُس میں ظاہر ہیں۔ وفاداری کی علامات اور امارات اس میں پیدا ہیں۔ ثابت شدہ صداقتوں کو خوب سمجھتا ہے اور ان سے لذت اٹھاتا ہے۔ اللہ اور رسول سے سچی محبت رکھتا ہے اور ادب جس پر تمام مدار اصولِ فیض کا ہے اور حسن ظن جو اس راہ کا مرکب ہے دونوں سیرتیں اس میں پائی جاتی ہیں۔ جزاھم اللہ خیر الجزاء۔" (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ 533-532)

☆... حضرت مولوی برہان الدین صاحبؓ جہلمی اور حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی کے تعلق باللہ اور دعوت الی اللہ کی سچی تڑپ کا اظہار حضور علیہ السلام نے کئی بار فرمایا اور انہی دونوں بزرگوں کی وفات کے بعد مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھی۔
چنانچہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ان کی عمر ایک معصومیت کے رنگ میں گزری تھی اور دنیا کی عیش کا کوئی حصہ انہوں نے نہیں لیا تھا۔... اسلام پر جو اندرونی اور بیرونی حملے پڑتے تھے ان کے دفاع میں عمر بسر کردی۔ باوجود اس قدر بیماری اور ضعف کے ہمیشہ ان کی قلم چلتی رہتی تھی۔" (سیرت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ مرتبہ محمود مجیب اصغر صاحب صفحہ 108)

☆... حضرت حاجی احمد جی صاحبؓ آف داتہ ضلع ہزارہ کو حضور علیہ السلام نے اپنے 313 اصحاب میں شامل فرمایا ہے۔ وہ حق کی تلاش میں نہایت جانفشانی سے سرگرداں رہے اور آخر خاص طور پر حج پر گئے اور دعا کی۔ واپسی کے سفر میں جب آپؓ پنجاب میں سے گزرے تو ایک جگہ کشفی حالت طاری ہوئی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا اور قادیان کا نام بھی بتایا گیا اور آواز آئی کہ اتنا سفر کیا ہے تو اب اس شخص سے بھی ملتے جاؤ۔ آپؓ بیدار ہوئے تو کسی راہ گیر سے راستہ پوچھ کر قادیان کی طرف چل دیے۔ حضرت اقدسؑ اس وقت چند اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؓ نے دیکھتے ہی کہا: سبحان اللہ! یہ وہی مبارک پُرنُور چہرہ ہے جسے مَیں نے کشف میں دیکھا ہے۔ حضور علیہ السلام نے بڑی محبت سے آپؓ کو مصافحے کا شرف بخشا اور فرمایا کہ مَیں نے ابھی ابھی جس کو دیکھا ہے یہ وہی شخص ہے جو میری طرف آرہا ہے۔ پھر حاجی صاحبؓ نے سب حال خدمت اقدس میں عرض کیا تو حضورؑ نے فرمایا کہ بے شک خدا نیک روحوں کو میری طرف بھیجے گا۔

(ماہنامہ "النور" امریکہ اکتوبر و نومبر 2010ء۔ تحریر مکرمہ صفیہ بیگم رعنا صاحبہ)

☆... حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیّرؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں جبکہ ہائی سکول میں مدرس تھا اور کھیلوں کا انچارج تھا تو ایک رات مَیں نے تہجد میں دعا کی تو مجھے لکھا ہوا دکھلایا گیا کہ No tournaments, No games۔ یہ الہام دوسروں کو بتادیا لیکن اس کے بعد مَیں بیمار ہوکر ٹورنامنٹ میں شامل نہیں ہوسکا۔ لیکن جو ٹورنامنٹ کے دن تھے ان میں متواتر شدید بارش ہوجانے کی وجہ سے گورداسپور ٹورنامنٹ کمیٹی نے ٹورنامنٹ بالکل بند کردیا۔ ہمارے طلباء کو بہت خوشی ہوئی کہ ہمارے ٹیچر کا الہام پورا ہوگیا۔ وہ اللہ اکبر کے نعرے مارتے ہوئے جب قادیان آئے تو اس الہام کی تمام تفصیل حضرت اقدسؑ کے حضور پہنچی۔ اس پر حضورؑ نے مجھے لکھا: "آپ کا الہام بڑی صفائی سے پورا ہوا۔ یہ آپ کی صفائی قلب کی علامت ہے۔" (ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیر مطبوعہ جلد 11 صفحہ 313-312)

حضور علیہ السلام نے بارہا اپنے اصحابؓ کے تعلق باللہ اور دعاؤں کی قبولیت کی تصدیق فرمائی۔ اور دعاؤں کی قبولیت کو تعلق باللہ کے ساتھ لازم وملزوم کردیا۔ چنانچہ ایک مقام پر فرمایا کہ:

"دعا کرنا مرنا ہوتا ہے۔... پوری سوزش اور گدازش کے ساتھ جب دعا کی جاتی ہے حتیٰ کہ روح گداز ہوکر آستانہ الٰہی پر گر جاتی ہے اور اسی کا نام دعا ہے اور الٰہی سنّت یہی ہے کہ جب ایسی دعا ہوتی ہے تو خداوند تعالیٰ یا تو اسے قبول کرتا ہے اور یا اسے جواب دیتا ہے۔" (ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 630۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یعنی اس دعا کی قبولیت ہوگی یا پھر اللہ تعالیٰ ایسی رہنمائی فرما دیتا ہے جو اگر دعا مانگنے والے کی خواہش کے مطابق نہ بھی ہو تب بھی تسلی اور تسکین کے سامان پیدا فرما دیتا ہے۔ پس اصحابِ احمدؑ کی قبولیتِ دعا دراصل ان کے اُس تعلق باللہ کی آئینہ دار ہے جو اپنے غلاموں میں پیدا کرنے کے لئے حضرت اقدس علیہ السلام تشریف لائے تھے۔

باب سوم
چند دیگر 'اصحاب احمدؑ' کا تعلق باللہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے جو ایک عظیم الشان برکت آپؑ پر ایمان لانے والوں کو عطا ہوئی وہ بلاشبہ تعلق باللہ کے وہ روح پرور نظارے تھے جو اصحاب احمد کی زندگیوں میں روزمرّہ نشانات کے طور پر ظاہر ہوئے۔ محض چند منتخب اصحاب کے بیان فرمودہ واقعات بطور مثال درج ذیل ہیں:

☆... حضرت مولوی غلام رسول صاحبؓ راجیکی فرماتے ہیں:

"گجرات شہر کے قیام کے بعد ایک دفعہ ضلع گوجرانوالہ میں جبکہ میں اپنے سسرال موضع پیرکوٹ میں تھا میری بیوی کے بھائی میاں عبداللہ خان صاحب کو ایک طاعون والے گاؤں میں سے گزرنے سے طاعون ہوگئی۔ جب غیر احمدی لوگوں کو معلوم ہوا تو کہنے لگے مرزائی تو کہا کرتے ہیں کہ طاعون کا عذاب مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اب بتائیں کہ پہلے ان کے ہی گھر میں طاعون کیوں پھوٹ پڑی۔ مَیں نے جب ان کی ہنسی اور تمسخر کو دیکھا اور شماتت اعداء کا خیال کیا تو بہت دعا کی۔ چنانچہ رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے مکان کے صحن میں طاعون کے جراثیم بھرے پڑے ہیں مگر ان کی شکل گجرات والے جراثیم سے مختلف ہے یعنی ان کا رنگ بھورا اور شکل دو نقطوں کی طرح ہے۔ اس وقت مجھے گجرات والے جراثیم کی بات یاد آگئی کہ جو شخص استغفار کرے ہم اسے کچھ نہیں کہتے چنانچہ میں نے ان کے سامنے بھی استغفار پڑھنا شروع کردیا۔ اس پر یہ جراثیم مجھے کہنے لگے کہ ہماری قسم بہت سخت ہے اس لئے ہم سے استغفار کرنے والے بھی نہیں بچ سکتے۔ تب میں نے حیران ہوکر دریافت کیا کہ پھر آپ سے بچنے کی کیا صورت ہے تو انہوں نے کہا ہمیں حکم ہے کہ جو شخص

لاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ العلی العظیم

پڑھے اُسے ہم کچھ نہ کہیں۔ اس خواب سے بیدار ہوکر صبح میں نے تمام رشتہ داروں اور دیگر احمدیوں کو یہ خواب سنایا اور لاحول پڑھنے کی تلقین کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے میاں عبداللہ خان صاحب کو بھی شفا دی اور دوسرے احمدیوں کو بھی محفوظ رکھا مگر غیر احمدیوں میں کثیر التعداد لوگ اس عذاب کا شکار ہوگئے۔

انہی دنوں میں نے پیرکوٹ میں ایام طاعون کی تباہی کے جوش کی حالت میں یہ بھی خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ تحصیلدار کے لباس میں آیا ہے اور مجھ سے بھی آکر ملا ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کیسے تشریف لائے ہیں تو اس نے جواب دیا کہ ہم گاؤں سے لگان وصول کر رہے ہیں۔ پھر ایک فرشتہ عورت کی شکل میں آیا اور مجھ سے ملا اس کا نام دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ میرا نام ''سکینہ'' ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے واقعی هُوَالَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ السَّکِیۡنَۃَ فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کے مطابق ہمیں تو سکون و اطمینان بخشا مگر گاؤں کے لوگوں سے پے در پے موت کے حملوں کے ذریعے خوب لگان وصول کیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(سوانح حیات حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ۔ ''حیات قدسی'' صفحہ 98 تا 100)

☆... حضرت مولوی غلام رسول صاحبؓ راجیکی فرماتے ہیں کہ مکرم شیخ فضل احمد صاحبؓ بٹالوی کی پہلی شادی اُن کے رشتہ داروں میں ہوئی تھی۔ ان کے ہاں جب اس بیوی سے ایک عرصہ تک کوئی اولاد نہ ہوئی تو انہوں نے مجھ کو دعا کی تحریک کی۔ جب میں دعا کرتا ہوا رات کو سویا تو مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ شیخ صاحب کے مکان پر حضرت نبی کریم ﷺ کی خچر بغلة الشهباء بندھی ہوئی ہے۔ اس خواب کی مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ شیخ صاحب موصوف کی اہلیہ محترمہ کو بوجہ فطری سعادت کے آنحضرت ﷺ سے مخلصانہ تعلق رکھتی ہیں لیکن خچّر کی عمومی سرشت کے مطابق ناقابل اولاد ہیں۔ چنانچہ میں نے اس رؤیا سے مکرمی شیخ صاحب کو اطلاع دیدی اور اس کی تعبیر سے بھی آگاہ کر دیا۔ اس کے بعد سالہا سال گزرنے کے باوجود اُن کی اہلیہ محترمہ کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ ... بعد ازاں شیخ صاحب موصوف نے حکیم سراج الحق صاحب احمدی آف ریاست پٹیالہ کی دختر سے شادی کی جس سے خدا تعالیٰ کے فضل سے کئی بچے تولد ہوئے جو اپنے والدین کے لئے قرۃ العین ہیں۔

(ماخوذ از سوانح حیات حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ۔ ''حیات قدسی'' جلد چہارم صفحہ 10)

☆... حضرت میاں محمد ظہور الدین صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن مَیں فاقہ کی حالت میں دن کے بارہ بجے لیٹا ہوا تھا کہ میری بیوی مجھے دبانے لگ گئی۔ اس حالت میں مجھے نیند آگئی۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک عورت نیلے کپڑوں والی میرے گھر پر آئی ہے۔ ایک ہاتھ پر دودھ کا کٹورا بھرا ہوا رکھے ہوئے آئی ہے اور آکر اُس نے مجھے دیا اور کہا کہ میاں جی! مَیں یہ دودھ آپ کے واسطے لائی ہوں، آپ اس کو پی لیں۔ جب اس کو پینے لگا تو عورت نے کہا کہ اس میں شکر ڈالی ہوئی ہے، آپ اس کو ملا لیں۔ جب مَیں دودھ میں شکر ملانے لگا (خواب میں) تو کہتے ہیں میری آنکھ کھل گئی۔ (جاگ آگئی)۔ میری بیوی جو میرے جسم کو دبا رہی تھی، کہنے لگی، کیا آپ ڈر گئے ہیں؟ مَیں نے کہا۔ ڈرا نہیں، ایک خواب دیکھا ہے اور وہ خواب مَیں نے اپنی بیوی کو سنا دیا۔ اور مَیں پھر بھول گیا۔ (ابھی تھوڑی دیر گزری تھی) پانچ منٹ گزرے تھے کہ اسی طرح نیلے کپڑے پہنے ہوئے ہاتھ پر دودھ کا کٹورا رکھے ہوئے ایک عورت میرے گھر پر آئی۔ وہ عورت میرے ایک شاگرد کی ماں تھی۔ آکر اُس نے مجھے دودھ کا کٹورا دیا اور کہا کہ آپ اس کو پی لیں۔ جب مَیں پینے لگا تو اُس نے کہا کہ اس میں شکر ڈالی ہوئی ہے، آپ اس کو ملا لیں۔ میری بیوی اس واقعہ کو بغور دیکھ رہی تھی۔ مسکرا کر کہنے لگی، یہ تو آپ کا خواب ہے جو مجھے آپ پہلے سنا چکے ہیں، لفظ بلفظ پورا ہو رہا ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ جلد 11 صفحہ 362-363 روایات حضرت میاں محمد ظہور الدین صاحب ڈولیؓ)

☆... حضرت امیر محمد خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ 18/دسمبر 1912ء کی رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے جسے میں سینہ سے لگا کر درود شریف پڑھ رہا ہوں اور پتاشے تقسیم کر رہا ہوں۔ لڑکا خوبصورت تو ہے مگر دُبلا اور کمزور ہے۔ لہٰذا 15/فروری 1913ء کو اللہ تعالیٰ نے مجھے فرزند عطا کیا جس کا نام حضرت خلیفہ اولؓ نے عبداللہ خان رکھا۔ جس کی کمزوری اب چوبیس سال کی عمر میں بھی برابر چلی آرہی ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 143 از روایات حضرت امیر محمد خانصاحبؓ)

☆... حضرت عبدالستار صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میری بیوی نے خواب سنائی کہ مجھے حضرت صاحب نے دو روپے دیئے ہیں۔ چند روز بعد جب مقدمہ فتح ہوا تو حضرت صاحب نے مجھے دو روپے دیئے۔ اس طرح وہ خواب پورا ہوا اور مَیں نے اپنی بیوی کو وہ دونوں روپے دے کر خواب پورا کر دیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 188 روایات حضرت عبدالستار صاحبؓ)

☆... حضرت ماسٹر سردار عبدالرحمٰن صاحبؓ (سابق مہر سنگھ) تعلق باللہ کی ایک زندہ مثال تھے۔ آپؓ نے قبول احمدیت کے بعد اپنے والدین اور بھائیوں سے کہا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ ''اگر تم لوگ مسلمان ہو جاؤ گے تو تمہاری اولاد آگے چلے گی ورنہ تمہاری نسل ختم ہو جائے گی اور اب میں اس خاندان کا نیا آدم ہوں۔'' چنانچہ ان کے سب بھائی میّا سنگھ، گلاب سنگھ، پرتاب سنگھ لاولد فوت ہوگئے اور حضرت سردار عبدالرحمٰن صاحبؓ کو خدا تعالیٰ نے 6 بیٹے اور 7 بیٹیاں عطا فرمائیں۔

ایک بیٹا 1906ء میں پیدا ہوا اور آپؓ کی اہلیہ کو خواب میں پہلے ہی بتا دیا گیا کہ لڑکا ہوگا اس کا نام نذیر احمد رکھنا۔ چنانچہ پیدائش کے کچھ ہفتے بعد وہ بچے کو لے کر حضرت مسیح موعودؑ کے پاس گئیں اور اپنی خواب بھی سنائی۔ حضورؑ نے بچے کو گود میں لے کر پیار کیا اور فرمایا: ایک نذیر تو دنیا سے سنبھالا نہیں جاتا ایک اور نذیر آگیا ہے۔

حضرت ماسٹر سردار عبدالرحمٰن صاحبؓ کا ارادہ اپنے اس بیٹے کو بی اے کروانے کا تھا لیکن آپؓ کو خواب میں بتایا گیا کہ نذیر احمد کو ڈاکٹر بناؤ وہ ڈاکٹر بن جائے گا۔ چنانچہ آپؓ کے کہنے پر بیٹے نے کالج کی تعلیم ترک کر دی اور امرتسر اور آگرہ کے میڈیکل کالجوں میں گئے لیکن داخلہ نہ ملا۔ انہوں نے اس صورتحال کی اطلاع دی تو حضرت ماسٹر صاحبؓ نے اُنہیں لکھا کہ تم پروفیسروں سے ملتے رہو، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ضرور پورا ہوگا خواہ کوئی لڑکا فوت ہو جائے یا کسی کو کالج سے نکال دیا جائے۔ چنانچہ وہ اپنے والد کی ہدایت کے مطابق روزانہ پرنسپل سے پوچھتے رہے۔ ایک دن پرنسپل نے کہا کہ تم کیوں وقت ضائع کرتے ہو؟ اب تو ویٹنگ لسٹ کا وقت بھی گزر چکا ہے۔ اس پر آپؓ نے اُسے بتایا کہ میرے والد صاحب کو یہ الہام ہوا تھا۔ وہ حیران ہو کر بولا: کیا اس زمانہ میں بھی الہام ہوتا ہے؟

انہی دنوں حضرت ماسٹر صاحبؓ کو کشفی حالت میں آگرہ کا ایک ہندو لڑکا دکھایا گیا جسے پرنسپل نے کہا: ''نکل جاؤ، ہم نہیں مانگتا''۔ یہ کشف بعینہٖ پورا ہوا اور کسی بدتمیزی پر پرنسپل نے ایک لڑکے کو وہی الفاظ کہتے ہوئے کالج سے نکال دیا۔ اُس وقت اتفاق سے سردار نذیر احمد صاحبؓ بھی وہاں تھے چنانچہ پرنسپل نے ان کو داخلے کی پیشکش کر دی۔ اگرچہ پڑھائی کے چند ماہ گزر چکے تھے لیکن دعا اور محنت سے آپ مسلسل تین سال تک سالانہ امتحانات میں اوّل آتے رہے۔ چوتھے سال کے فائنل امتحان میں ان کو پریکٹیکل کے 35 نمبر ملے تو ان کو فکر ہوئی کہ اس طرح شاید

اوّل نہ آسکوں اور میڈل نہ ملے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ماسٹر صاحبؓ کو بڑی پریشانی کا خط لکھا تو آپؓ نے جواباً تحریر فرمایا: ''ہمارا خدا بڑا قادر ہے، ہم دعا کریں گے۔ کیا پتہ تمہارے مارکس 35 کی بجائے 53 ہو جائیں۔''

چنانچہ یہ معجزہ بھی ظاہر ہوا اور لکھنے والوں نے غلطی سے 35 کی بجائے 53 نمبر لکھ دیئے اور اس طرح حضرت سردار نذیر احمد صاحبؓ اوّل قرار پائے۔

(ماخوذ از مضمون مطبوعہ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23 جولائی 2011ء تحریر محمود مجیب اصغر)

☆ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی سوانح میں متعدد واقعات ایسے تحریر ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے محض دعا کے نتیجے میں ناقابل علاج امراض سے لوگوں کو شفا عطا فرمادی۔ آپؓ کے بارے میں آپؓ کی صاحبزادی محترمہ طیبہ صدیقہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ آپؓ ہمیشہ باوضو رہا کرتے تھے۔ ریٹائرڈ ہو کر قادیان میں رہائش پذیر ہوئے۔ آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ ''میری وفات جمعہ کی صبح آٹھ بجے ہوگی یا شام آٹھ بجے''۔ چنانچہ 18؍جولائی بروز جمعہ آپؓ کی وفات ہوئی۔

(روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 17؍اگست 1996ء)

☆... حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی ایک خواب دیکھا تھا جس میں حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ بھیروی کے خلیفہ بننے اور اُن کی بیعت کرنے کا ذکر تھا۔ آپؓ نے یہ رؤیا اُسی وقت کئی دوسرے احباب کو بتا بھی دی جو بعد میں بڑی شان سے پوری ہوئی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 74-75 از روایات حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ)

☆... حضرت منشی اروڑے خان صاحبؓ کو اپنے تعلق باللہ پر ایسا ناز تھا کہ ایک دفعہ جوشِ صداقت سے مغلوب ہو کر فرمایا کہ مَیں نے جب تک نوکری کی اور جس طرح اپنے فرض کو ادا کیا ہے اور جس دیانت سے کیا ہے اور جو فیصلے کئے ہیں اور جس صداقت اور ایمانداری کے ساتھ کئے ہیں اور پھر جس طرح ہر قسم کی نجاستوں سے اپنے دامن کو بچایا ہے سب باتیں ایسی ہیں کہ اگر ان سب کو سامنے رکھ کر مَیں اپنے خدا سے دعا کروں تو ایک تیرانداز کا تیر خطا کر سکتا ہے لیکن میری وہ دعا ہرگز خطا نہیں کر سکتی۔ (بحوالہ مضمون حضرت منشی اروڑے خان صاحب مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ 22؍ستمبر 2003ء)

☆... حضرت میاں محمد دین صاحبؓ پٹواری (بلانی کھاریاں۔ یکے از 313) عملاً دہریہ ہو چکے تھے۔ لیکن آپ نے جب ''براہین احمدیہ'' پڑھی تو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر آپ کو کامل یقین ہو گیا اور معاً دہریت کافور ہو گئی۔ آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ یہ 19؍جنوری 1893ء کی شدید سرد رات تھی۔ کتاب ختم کی تو آدھی رات کا وقت تھا جب مَیں نے صحن میں رکھے گھڑے کے سرد پانی سے غسل کیا۔ لاچہ (تہ بند) دھویا اور گیلا لاچہ باندھ کر ہی نماز پڑھنی شروع کی اور لمبی نماز پڑھی اور بعد ازاں کبھی نماز نہیں چھوڑی۔ بعد ازاں بیعت کی توفیق پائی۔

(ماخوذ از حضرت میاں محمد دین صاحبؓ پٹواری مطبوعہ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ یکم نومبر 2011ء)

☆... حضرت مرزا غلام رسول صاحبؓ جوڈیشل کمشنر کے ریڈر تھے اور افسران آپ کی قانون دانی کے قائل اور آپ کی محنت، دیانت اور پاکیزگی کے معترف تھے۔ اُس دوران ہائیکورٹ کے انگریز چیف جج مسٹر فریزر نے رشوت لینے میں آپؓ سے مدد لینا چاہی تو آپؓ نے صاف انکار کر دیا۔ اس پر آپؓ کی ملازمت خطرے میں پڑ گئی۔ دعا کرنے پر آپؓ کو ایک وظیفہ بتایا گیا جسے چند دن کرنے کے بعد آپؓ نے رؤیا میں دیکھا کہ آپؓ کی آنکھیں انگارے کی طرح سرخ ہو گئی ہیں اور جس شخص کو آپ دیکھتے ہیں وہ مر جاتا ہے، اسی اثناء میں انگریز چیف جج بھی آپ کے سامنے آ گیا اور مر گیا۔ اس رؤیا کے چند ہی روز بعد اس جج کو تپدق ہو گئی اور وہ کبھی واپس نہ آنے کے لئے ولایت چلا گیا۔

(حضرت مرزا غلام رسول صاحبؓ جوڈیشل کمشنر۔ مطبوعہ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 5 اکتوبر 2011ء)

☆... حضرت میاں محمد نواز خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ 1906ء میں سیالکوٹ میں طاعون کا از حد زور و شور تھا۔ ہر طرف مُردے ہی مُردے نظر آتے تھے۔ محمد شاہ اور میں دونوں ایک کمرے میں رہتے تھے۔ مجھے بھی طاعون کی گلٹی نکل آئی۔ تب میں نے دعا کی کہ یا مولا! مَیں نے تو تیرے مامور کو مان لیا ہے اور مجھے بھی گلٹی نکل آئی ہے۔ خدا کی قدرت کہ صبح تک وہ گلٹی غائب ہو گئی اور میرا ساتھی محمد شاہ مرا پڑا تھا۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 10 صفحہ نمبر 143)

☆... حضرت چودھری امیر خان صاحبؓ فرماتے ہیں کہ 1915ء کو میرے اکلوتے بچے عبداللہ خان کو قادیان میں طاعون نکلی اور بخار نے اس شدّت سے زور پکڑا کہ نازک حالت ہو گئی۔ بچے کی ماں جو کئی دنوں سے اُس کی تکلیف کو دیکھ دیکھ کر جاں بہ لب ہو رہی تھی، زار زار رو دی اور بچے کو میرے پاس دے دیا۔ سخت گرمی کا موسم اور مکان کی تنگی اور تنہائی اَور بھی گھبراہٹ کو دوبالا بنا رہی تھی۔ مَیں نے بچے کو اُٹھا کر اپنے کندھے سے لگا لیا۔ بچے کی نازک حالت اور اپنی بے کسی، بے بسی کے تصور سے بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس اضطراری حالت میں بار بار دعا کی کہ اے خدا! اے میرے پیارے خدا! اس نازک وقت میں تیرے سوا اور کوئی غمگسار اور حکیم نہیں، صرف ایک تیری ہی ذات ہے جو شفا بخش ہے۔ غرضیکہ میں اس خیال میں ایسا مستغرق ہوا کہ یکا یک دل میں خیال ڈالا گیا کہ تو قرآنِ کریم کی دعا قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ پڑھ کر بچے کے سر پر سے اپنا ہاتھ پھیرتے ہوئے نیچے کی طرف لا اور بار بار ایسا کر۔ چنانچہ مَیں نے بچشم تر اسی طرح عمل شروع کیا یہاں تک کہ چند منٹوں میں بچے کا بخار اُتر گیا۔ صرف گلٹی باقی رہ گئی جو دوسرے دن آپریشن کرانے سے پھوٹ گئی اور چار پانچ روز میں بچے کو بالکل شفا ہو گئی۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ رجسٹر نمبر 6 صفحہ نمبر 150-151)

☆... حضرت چوہدری امیر خان صاحبؓ فرماتے ہیں کہ میری بیوی کے پاؤں کا تین بار آپریشن بھی کامیاب نہ ہوا تو گینگرین کی وجہ سے انگریز نرس نے ٹخنے تک پاؤں کاٹنے کی اجازت مانگی اور پھر اُسے آپریشن کے لیے لے گئی۔ مَیں وہیں وضو کر کے نفلوں میں دعا میں مصروف ہو گیا کہ اے خدا! تیری ذات قادر ہے تُو جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ پس تو اس وقت پاؤں کو کاٹنے سے بچا لے۔ کیونکہ یہ تو عمر بھر کا عیب لگ جائے گا۔ تیرے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ اور اسی خیال میں سجدہ کے اندر سر رکھ کر دعا میں انتہائی سوز و گداز کے ساتھ مستغرق ہوا کہ عالمِ محویت میں ہی ندا آئی، یہ آواز آئی کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اور جب اس آواز کے ساتھ ہی مَیں نے سجدہ سے سر اُٹھایا تو نرس نے آ کر بتایا کہ سول سرجن صاحب فرماتے ہیں کہ اس دفعہ مَیں خود زخم کو صاف کرتا ہوں اور پاؤں تو کسی وقت بھی کاٹا جا سکتا ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 6 صفحہ نمبر 121-122 روایت حضرت چوہدری امیر خان صاحبؓ)

(جاری ہے)